اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
APRIL 2012
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 216
Regd. # SC-1177
فضیلتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بزبانِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
اَصدَقُ التَّصدِیق بِاَفضَلِیَّۃِ الصِّدِّیق
حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی افضلیت کے بارے میں سب سے سچی تصدیق
تالیف
نعمانِ ثانی مخدوم عبد الواحد الصّدیقی السّیوستانی الحنفی علیہ الرحمۃ
(ت ۱۲۲۴ھ)
ترجمہ وتحشیہ وتخریج
مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی
(رئیس دار الحدیث والافتاء جامعۃ النّور)
جمعیّت اِشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

أَصْدَقُ التَّصْدِيقِ بِأَفْضَلِيَّةِ الصِّدِّيقِ

(۱۱۹۸ھ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

کی افضلیّت کے بارے میں سب سے سچی تصدیق

تالیف

نعمان ثانی مخدوم عبد الواحد الصّدیقی السّیوستانی الحنفی علیہ الرحمہ

(المتوفی ۱۲۲۴ھ)

ترجمہ و تحشیہ و تخریج

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب : حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیّت کے بارے میں سب سے سچی تصدیق

تالیف : نعمانِ ثانی مخدوم عبد الواحد الصدیقی السّیوستانی الحنفی علیہ الرحمہ

ترجمہ و تحشیہ و تخریج : حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

تعداد اشاعت : ۳۵۰۰

سن اشاعت : جمادی الاُولیٰ ۱۴۳۳ھ / اپریل ۲۰۱۲ء

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
نور مسجد کاغذی بازار، کراچی، فون: 32439799

فہرست

پیش لفظ

تمام تعریفیں اللہ جل شانہٗ کے لئے اور درود و سلام ہوں آقا و مولیٰ، ملجائی و مولائی سیدنا محمد مصطفی ﷺ پر جنہیں پروردگار نے عالمین کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسالت کا مرتبہ عطا فرمایا، تمام انسانوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا بنایا یہاں تک کہ خالق کی تمام مخلوقات میں آپ کا سا درجہ کسی کو عطا نہ ہوا، اور آپ کی آل و اصحاب پر جنہوں نے آپ کی سنّت سے فضیلت پائی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا، اُسے عزّت کا تاج پہنایا اور اپنی جمیع مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی، جیسا کہ قرآن میں ہے: ”اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزّت دی اور اُن کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور اُن کو ستھری چیزیں روزی دیں اور اُن کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا“۔(الاسراء: ۱۷/ ۷۰)

خالقِ کائنات نے انسانوں میں بعض کو فضیلت عطا کی، انسانوں میں وہ انسان عظمت والا ہے جو ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہو کر مسلمان ہو گیا۔ یہاں تک کہ جماعتِ انبیاء و مرسلین میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی گئی، فرمان باری تعالیٰ ہے: ”یہ وہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا اُن میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا“۔(البقرۃ: ۲/ ۲۵۳)

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرماتا ہے، اُسی پروردگار نے مسلمان کی دوسرے مسلمان پر فضیلت کا جو معیار بنایا ہے وہ تقویٰ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ”بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے“۔ (الحجرات: ۴۹/ ۱۳)

کوئی بھی اہل بیت کی فضیلت کا انکار نہیں کر سکتا اور ان کے مقام و مرتبہ کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں جو قیامت تک تلاوت کیا جائے گا اُن کے حق میں ارشاد فرما دیا: ”اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب صاف ستھرا کر دے“۔ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۳)

صحابہ کرام علیہم الرضوان اہل بیت کرام کی اس قدر و منزلت کو جانتے تھے اور خصوصاً خلفاء راشدین کی نظر میں بھی یہ بات تھی اور انہوں نے قیامت تک کے لوگوں کے لئے دلیل پیش کر دی جو تاریخ میں سنہرے الفاظ سے رقم ہے۔ خلیفۃ المسلمین، غیظ المنافقین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی

بارگاہ میں ان کے فرزندِ ارجمند حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی شکایت لے کر حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے ابا جان! آپ نے مجھے مالِ غنیمت دینے میں مساوات کیوں نہ کی کہ جس طرح آپ نے حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو عطا کیا (مجھے عطا نہیں کیا)۔ مسلمانوں کے یہ عادل خلیفہ کہ جنہوں نے لرزتی زمین پر اپنا عصا مار کر فرمایا تھا کہ اے زمین کیوں ہلتی ہے، کیا عمر نے تجھ پر عدل نہیں کیا۔ اپنے دل کے چین اپنے نور نظر سے فرماتے ہیں کہ میں برابری کر دوں لیکن اُس وقت جب تو اُن کے باپ جیسا باپ لے آ، جب تو ان کی ماں جیسی ماں لے آ، اور ان کے جدّ امجد کی مثل جد لے آ، آپ کی مراد یہاں باپ سے حیدر کرار شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، ماں سے مراد خاتونِ جنت سیدنا فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور جد سے مراد سیدُ الانام سرور انبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

اب قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اِن نفوس قدسیہ (اہل بیت اطہار) کا کیا مقام و مرتبہ ہے، انہی میں سے تمام ساداتِ کرام کی اصل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان سے اگر کوئی بات نکلے تو اس کی کیا اہمیت ہو گی، برادر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اُن کی پاکی کا قرآنِ پاک کرتا ہے بیان — آیتِ تطہیر سے ظاہر ہے عزّ و شانِ اہلبیت

اس رسالہ میں مؤلف نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وہ روایات جمع فرمائی ہیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہیں۔

افسوس کہ آج مسلمان کہلانے والے کچھ لوگ فضیلتِ شیخین کے منکر ہوئے، وقت کی اس ضرورت کے پیش نظر قبلہ استادِ محترم سرمایۂ اہلسنّت شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ العالی نے مخدوم عبد الواحد سیوستانی علیہ الرحمہ کی تالیف ”أَصْدَقُ التَّصْدِيقِ بِأُفْضَلِيَّةِ الصِّدِّيقِ“ کا ترجمہ فرمایا اور اُس کی تخریج کی اور حواشی تحریر فرمائے۔

الحمد للہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اس کتابچے کو جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ (کہ جس میں عاشق اکبر سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کا یوم وصال ہے) کی آمد پر اپنے مفت سلسلۂ اشاعت کی ۲۱۶ ویں کڑی کے طور پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ دعا ہے کہ ربِ مصطفیٰ سے قبلہ مفتی صاحب کی عمر میں، عمل میں، علم میں خوب برکتیں عطا فرمائے اور حضرت کے الفاظ کو قبول فرما کر قاری کے دل پر نقش فرما کر مسلک حقّہ اہلسنّت و جماعت پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔ پروردگار عالم جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، اس تحریر کو نافع بنا کر خاص و عام فرمائے۔

محمد رضوان قادری

عرضِ مترجم

"أَصْدَقُ التَّصْدِيْق بِأَفْضَلِيَّةِ الصِّدِّيق" اصل میں عربی زبان میں مخدوم عبد الواحد سیوستانی کی تالیف ہے جو کہ میرے علم کے مطابق ہنوز شائع نہیں ہوئی۔ اس کے قلمی نسخے کا عکس ڈاکٹر محمد ادریس سومرو صاحب کی طرف سے تحفۃً ملا، لیکن اُس کی ابتداء ناقص تھی، مزید تلاش کے باوجود کوئی اور نسخہ نہ ملا پھر سندھی ادبی بورڈ کی طرف سے شائع شدہ مخدوم علیہ الرحمہ کے عربی اور سندھی رسائل حاصل کئے تو سندھی رسائل میں اس رسالہ کا ترجمہ موجود تھا جب کہ عربی رسائل میں یہ رسالہ نہ تھا، آخر کار سندھی رسائل میں شامل اس رسالہ کا اردو ترجمہ کیا مگر اس میں فصل اول کی نشاندہی نہ تھی، اس طرح چھٹی فصل کے بعد نویں فصل تھی جب کہ مؤلف نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ اس رسالہ کو ایک مقدمہ، آٹھ فصلوں اور ایک ضمیمہ میں تقسیم کیا گیا ہے تو میں نے اپنے طور پر مؤلف کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق رسالہ کو تقسیم کرنے کی کوشش کی، اور اُس میں بعض رُوات کے ناموں کی تصحیح دیگر کُتب سے دیکھ کر کی۔

اور جب تخریج کا مرحلہ آیا تو سب سے بڑی مشکل عربی عبارات کا سامنے نہ ہونے اور مؤلف کے تمام مآخذ کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے پیش آئی اور پھر جو تھے اُن میں سے کچھ لائبریری سیٹ نہ ہونے کی وجہ سے بروقت مل نہ سکے پھر دوسرے کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے اس کام پر پوری توجہ نہ دے سکا، اسی انتظار میں تھا کہ کامل مخطوطے کا عکس ملے تو کام مکمل ہو۔

پھر اراکین ادارہ نے بھی یہی چاہا کہ اسے جیسا ہے ویسے شائع کر دیا جائے، باقی رہا ہوا کام آئندہ اشاعت میں مکمل کیا جائے، پھر میں نے جو حوالہ جات تلاش کر چکا تھا انہیں برقرار رکھا کچھ دیگر علماء کرام کی تخاریج سے نقل کیا، فرق صرف یہ ہے کہ میرے تلاش کردہ حوالہ جات تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں اور جو اور جگہ سے نقل کئے گئے وہ مختصر ہیں اور کچھ بغیر تخریج کے رہ گئے، قارئین کرام سے گزارش ہے کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین متین کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے اور وقت میں برکت عطا فرمائے اور مجھے اور میرے ساتھیوں کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمادے اور جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تمام ساتھیوں کو مل کر دین متین کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عطاء اللہ نعیمی

تقدیم

الحمد للہ ربّ العالمین و الصّلاۃ و السّلام علی سید الرُّسُل و خاتم النّبیّین و علی أصحابہ و أزواجہ و آل بیتہ الطّاھرین

اما بعد! جو شخص جس سے محبت کرتا ہے وہ اُس کا مطیع و فرمانبردار ہوتا ہے، کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حقیقت میں ہر طرح سے آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہیں، یہ لوگ ایسے نادان ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کو تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل مانا جائے یہاں تک کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی، جب کہ امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے آپ شیخین کریمین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے آپ سے افضل جانتے تھے اور انہیں شیخین کریمین پر فضیلت دینے والوں کو ناپسند فرماتے، انہیں اس نظریے سے منع فرماتے، آئندہ ایسی حرکت سے باز رہنے کی تلقین فرماتے، باز نہ آنے کی صورت میں سخت سزا کی دھمکی دیتے، اور جو شخص اپنے محبوب کی مخالفت کرے وہ اُس کا مُحب نہیں ہو سکتا اس لئے کہ محبت کا تقاضا یہی ہے کہ آدمی اپنے محبوب کی تمام اُمور میں موافقت کرے چاہے اُسے وہ پسند ہو یا نہ ہو۔

اہل اسلام کو دیکھا جائے تو حضور سرورِ کائنات علیہ الصّلاۃ والسلام کے وصال باکمال کے وقت سوائے منافقین کے سب ایک ہی عقیدے اور ایک ہی طریقے پر تھے، اور امامت اور منصب خلافت میں بظاہر جو نزاع پیدا ہوا وہ جلد ہی ختم ہو گیا کہ وہ ظاہری نزاع حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علی الاعلان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے پر منتہی ہوا، پھر یہ ظاہری نزاع اور ناراضگی اس وجہ سے نہ تھی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلافت کے حقدار نہیں تھے اور یا آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سب سے افضل نہ تھے بلکہ ناراضگی صرف اور صرف اس بات پر تھی کہ امر خلافت کے مشورے میں انہیں شریک کیوں نہ کیا گیا جیسا کہ "مستدرک" میں ہے حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نہ ناراض ہوئے مگر اس

بات پر کہ ہمیں اَمر خلافت کے بارے میں مشاورت میں پیچھے رکھا گیا ورنہ ہم جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر اَمر خلافت کے زیادہ حق دار ہیں وہ یارِ غار ہیں، وہ ثانی اثنین ہیں اور ہم آپ کے شرف اور آپ کی عظمت کو جانتے ہیں اور حضور ﷺ نے انہیں لوگوں کی امامت کا حکم فرمایا جب کہ آپ ظاہری حیات کے ساتھ جلوہ افروز تھے۔(قرّۃ العینین، ص۹)

اور مشورے میں شریک نہ کرنے کا سبب اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ جب "ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے" کی صدائیں لگ رہی تھیں، اور حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے کہ بروقت اقدام اٹھانا، فوری فیصلہ کرنا ضروری تھا اور یہ مشورے کا وقت نہ تھا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا بروقت فیصلہ کر کے اُمّتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثّنا کو ایک عظیم فتنے سے بچا لیا گیا۔

اور پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر فضیلت تو حضور ﷺ کی ظاہر حیات میں بھی معروف تھی، صحابہ کرام علیہم الرضوان آپس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے اور یہ بات حضور ﷺ کو بھی معلوم تھی مگر آپ ﷺ نے اِس پر انکار نہ فرمایا۔

جس وقت انصار کی طرف سے دو امیروں والا مطالبہ سامنے آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انصار سے کہا کہ اے جماعتِ انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم فرمایا تو تم میں سے کون ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے ہونے کو پسند کرے تو انصار نے کہا: ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آگے ہوں۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ حضور ﷺ جن ایام میں علیل تھے آپ ﷺ نے فرمایا، ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پس جب آپ ﷺ کا وصال باکمال ہوا تو میں نے دیکھا کہ نماز علم الاسلام اور قوامُ الدّین ہے پس ہم اپنی دنیا کے لئے اس سے راضی ہو گئے جس سے رسول اللہ ﷺ ہمارے دین کے لئے راضی ہوئے، پس ہم نے حضرت ابو بکر کی بیعت کر لی۔(قرّۃ العینین، ص۷)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام کو دیکھنے کے بعد کوئی معمولی عقل رکھنے والا شخص بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے کا انکار نہیں کر سکتا اور موّلف نے اسے اپنی اس تالیف (أصدق التصديق بأفضلية التصديق، ۱۱۸۹ھ) میں اسے متعدد کُتُب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

موّلف علیہ الرحمہ نے اپنی اس تالیف میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں حضور ﷺ کے ارشادات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور ایک فصل میں دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی روایت سے نقل کیا ہے اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنے ارشادات اور اہلِ بیت اطہار میں سے معروف حضرات کے اقوال ذکر کئے ہیں اور ایک فصل میں خصوصاً تفضیلیوں کو تنبیہ کے عنوان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی وہ روایات ذکر کی ہیں کہ جن میں آپ نے اُن لوگوں پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا جو آپ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل جانتے تھے، آپ نے انہیں یہاں تک فرمایا کہ یہ لوگ میرے حق میں انکاری شمار ہوں گے، اور جو مجھے اُن پر فضیلت دے گا اُسے جھوٹ باندھنے کی سزا دوں گا، کوڑے لگاؤں گا، اور شیخَین کریمین پر آپ کو فضیلت دینے والے سے فرمایا تو نے مہاجرین و انصار صحابہ کی توہین کی ہے۔ اور عبد اللہ بن اسود کی طرف سے شیخَین کریمین کی توہین کے ارتکاب پر اُسے قتل کرنے کا ارادہ فرمایا، اور ایک شخص سے فرمایا کہ آئندہ تجھ سے شیخَین کریمین کی غیبت سُنی گئی تو تجھے قتل کروا دوں گا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس رسالہ کے مطالعہ کے بعد کوئی بد بخت ہی اپنی بدعقیدگی پر قائم رہ سکتا ہے اور جس کے دل میں جذبۂ حق شناسی کا ذرہ بھی ہو گا وہ افضلیّتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور اِس رسالہ کو پڑھنے کے بعد ایک مُنصِف مزاج شخص جس نتیجے پر پہنچتا ہے وہ یہ ہے کہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا منکر ہے وہ حقیقت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حق شناسی، حق گوئی، درجہ، مرتبہ اور فضیلت کا منکر ہے، اور میں تحریر کو انہی کلمات پر ختم کرتا ہوں۔

محمد عطاء اللہ نعیمی

مخدوم عبد الواحد سیوستانی

سندھ کی سرزمین پر بڑے بڑے علماء، عُرفاء پیدا ہوئے، اُن میں سے ایک جامع علوم شریعت و طریقت قاضی القضاۃ، شیخ المشائخ، تاج الفقہاء، امام الائمہ بحر العلوم، وارث الانبیاء، مجدّد، واقف اسرار حقیقت و معرفت علامہ اجل، فاضل بے بدل نعمانِ ثانی مخدوم عبد الواحد صغیر سیوستانی صدیقی حنفی بھی ہیں، صغیر اس لئے کہ آپ کے دادا فخر الدین مخدوم عبد الواحد کبیر (متوفی ۱۱۲۳ھ) ہیں، آپ سیوہن شریف کے باسی ہونے کی وجہ سے سیوستانی، اور طرف شیخ ابو حفص عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی صدیقی علیہ الرحمہ کے ذریعے افضل البشر بعد الانبیاء سید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف نسبی نسبت کی وجہ سے صدیقی اور امام الائمہ سراج الأمہ امام ابو حنیفہ کے مقلِّد ہونے کی وجہ سے حنفی کہلاتے ہیں۔

آپ کا خاندان سندھ میں ضلع دادو کے ایک شہر "پاٹ شریف" میں آباد ہوا، پھر اس خاندان کے کچھ افراد نے برہانپور ہجرت کی اور کچھ افراد کلہوڑوں کے دور میں "پاٹ شریف" سے "سیوہن شریف" منتقل ہوئے اور آج تک قلندر لعل شہباز علیہ الرحمہ کے مزار کے ساتھ یہ محلہ آباد ہے، اسی محلے میں نعمانِ ثانی مخدوم عبد الوحد سیوستانی ۱۱۵۰ھ بمطابق ۱۷۳۷ء میں پیدا ہوئے۔

آپ کی ولادت کے وقت میاں یار محمد کلہوڑو کی حکومت تھی اور آپ کے والد مخدوم دین محمد شہر کے قاضی ہونے کے ساتھ کلہوڑہ دَور کے مفتی اور وزیر مذہبی اُمور بھی تھے، آپ نے اپنا بچپن اور ابتدائی پرورش کا زمانہ اپنے والد کے سایہ میں گزارا، تھوڑے ہی عرصے میں آپ کو وہ کمال حاصل ہو گیا جو اُس وقت کے فقہاء کا معیار تھا۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی اپنے وقت میں عوام و خواص کے مرجع تھے، ۱۱۷۴ھ میں آپ کے وصال کے بعد عوام کا رجوع مخدوم عبد الواحد سیوستانی کی طرف رہا جب کہ اُس وقت آپ کی عمر چوبیس پچیس سال تھی، فقہ اور فن تحریر میں مخدوم علیہ الرحمہ اپنی مثال آپ تھے، فقہ حنفی میں آپ مہارت تامہ رکھتے تھے، پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو فقہ حنفی کے اصولوں کے مطابق بڑی

آسانی سے حل فرمادیا کرتے تھے اور اس وقت کے علماء آپ کے فیصلوں کا احترام کرتے تھے، آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ "جمع المسائل علی حسب النّوازل" جو "بیاضِ واحدی" یا "فتاویٰ واحدی" کے نام سے معروف ہے، اُسے دیکھنے سے آپ کی فقہی مہارت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

مخدوم عبد الواحد سیوستانی کی تصانیف میں "فتاویٰ واحدی" کی چار جلدوں کے علاوہ اڑتیس (۳۸) کے قریب اور بھی کُتُب و رسائل ہیں جن میں "رش الأنوار" کے نام سے "درّ مختار" کا حاشیہ بھی شامل ہے۔ اور کتب و رسائل کی فہرست مخدوم علیہ الرحمہ کے رسائل کی ابتداء میں مخدوم سلیم اللہ کا تحریر کردہ مقدمہ ملاحظہ فرمایئے۔

مخدوم صاحب علیہ الرحمہ کو نہ صرف فقہاء متأخرین میں شمار کیا جاتا ہے بلکہ آپ کو نعمانِ ثانی کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے، چنانچہ آغا پیر محمد ابراہیم جان سرہندی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ "فقہی مسائل کی تشریح اور بے مثال طرزِ استدلال کو دیکھ کر دل چاہتا ہے کہ انہیں "نعمانِ ثانی" کہا جائے"۔ حضرت مولانا عبد الواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی خوش نصیب ہیں آپ کی زندگی میں ہی آپ کی بڑی قدر ہوئی، وقت کے نامور علماء نے انہیں صائب الرائے پاکر اور اور اُن کا محیر العقول انداز استدلال دیکھ کر انہیں "نعمانِ ثانی" کا لاثانی غیر فانی خطاب عطا فرمایا"۔

مخدوم عبد الواحد سیوستانی علیہ الرحمہ نے اپنی پوری زندگی درس و تدریس اور فتویٰ نویسی کرتے ہوئے گزار دی، علوم دینیہ کی خدمت کے ساتھ آپ کو تصوف کے ساتھ بھی خصوصی شغف تھا، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ آپ کا تعلق خاندان "سہروردی صدیقی" سے تھا کہ آپ صاحبِ عوارف المعارف شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ کی اولاد میں سے تھے جن کا شجرہ نسب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

حضرت خواجہ صفی الدین مجدّدی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۱۲ھ) جب حج کے ارادے سے جاتے ہوئے سیوہن شریف منزل انداز ہوئے تو قیام کے دوران خواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم فرمایا، میرے فرزند عبد الواحد کو سلسلہ نقشبندیہ کی امانتیں پہنچا دو اور بعض روایات کے مطابق یہ حکم آپ کو نبی آخر الزماں ﷺ کی طرف سے ملا، بہر حال خواجہ صفی اللہ علیہ الرحمہ نے مخدوم صاحب کو اس سلسلہ میں بیعت فرمایا اور خلافت عطا کی۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصانیف میں تصوف کے موضوع پر تحریر شدہ رسائل بھی شامل ہیں اور تصوف میں آپ نے اعلیٰ مقام حاصل فرمایا، جس طرح فقہ حنفی میں مہارت اور خدمیت کی بنا پر آپ کو "نعمانِ ثانی" کہا گیا اسی طرح تصوف میں آپ کے مقام کی بنا پر آپ کو "جنید وقت" کہا جاتا ہے۔

آپ کی اولاد میں صرف تین بیٹیاں شامل ہیں جن میں سے ایک قاضی و مفتی سیوستانی مخدوم محمد عارف کی زوجہ تھیں، دوسری پاٹ کے قاضی میاں احمدی کی زوجہ تھیں اور تیسری میاں فتح محمد عباسی کے نکاح میں آئیں۔

اور آپ کا وصال میر غلام علی خان کے دَور میں ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۲۴ھ کو ۴۷ سال کی عمر میں ہوا۔ اور سیوہن شریف میں قلندر لعل شہباز کے مزار کے قریب واقع قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔

محمد عطاء اللہ نعیمی

أَصدَقُ التَّصدِیقِ بِأفضَلِیَّۃِ الصِّدِّیق

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

کی اَفضلیّت کے بارے میں سب سے سچی تصدیق

تمام تعریفیں اللہ تعالی کو جو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے منتخب فرماتا ہے، اور اپنے نبیوں میں بعض کے درجے بعض پر بلند فرماتا ہے اور رسولوں کو تمام نبیوں پر فضیلت عطا فرماتا ہے اور پیغمبروں کے لئے اُن کے اصحاب کو چُنتا ہے جن میں سے کسی کو خلیفہ مقرر فرماتا ہے اور کسی کو دوسروں پر فضیلت عطا فرماتا ہے، سلام اور درود ہوں ہمارے نبی پر جو بغیر کسی شک اور شبہ کے مخلوق میں سب سے افضل ہیں یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ پر یعنی اُن صحابہ پر جنہوں نے عدل کی راہ کو اختیار فرمایا اور اپنے میں فضیلت والی ہستیوں کی افضلیّت کا اعتراف کیا اور اُن کی عظمت کو پہچانا اور خلفاءِ راشدین میں سے سب سے افضل ہستی کی فضیلت اور بھلائی کی وضاحت کی۔

یہ رسالہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیّت کے بارے میں ہے جیسا کہ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپ کے افضل اور بہتر ہونے کے بارے میں ایسی وضاحت ثابت ہے۔ اِسی مناسبت سے اِس رسالہ کا نام میں نے " أَصْدَقُ التَّصْدِيْق بِأَفْضَلِيَّةِ الصِّدِّيْق "رکھا ہے۔ یعنی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارمیں سب سے بڑھ کر تصدیق۔ اِس رسالہ میں مقدمہ کے علاوہ آٹھ فصلیں اور آخر میں ضمیمہ ہے۔ اللہ تعالی اِس رسالے کو باقی رہنے والی نیکیوں کے طور قبول فرمائے، بیشک وہی دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔

کتاب لکھنے کا سبب

جاننا چاہیئے کہ میں نے دیکھا کچھ لوگ امیر المومنین یعسوب المسلمین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے قول وفعل اور قلبی وجسمانی ہر حیثیت سے آپ کی مخالفت کررہے ہیں کیونکہ اُن کا خیال ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت کا تقاضایہ ہے کہ انہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے افضل ثابت کیا جائے، ایسے لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ یہ غلط طریقہ ہے اِس لئے کہ حضرت علی کرم

اللہ وجہہ سے آپ کی خلافت کے زمانے میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیّت کے بارے میں کتنی ہی روایات ثابت ہیں، جو شخص اپنے محبوب (کے قول اور فعل) کی مخالفت کرتا ہے وہ اُس کا مُحِب نہیں ہو سکتا، اِس لئے کہ محبت کا تقاضایہ ہے کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہر شے میں موافقت کرے اُسے یہ بات پسند ہو یا نہ ہو، دراصل مُحِب جس سے محبت رکھتا ہے اُس کا مطیع فرمانبردار ہوتا ہے۔ اِسی وجہ سے میں نے یہ رسالہ لکھنے کا ارادہ کیا کہ جس میں مستند کُتُب کی وہ روایات جمع کی ہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیّت کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہیں، شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیّت ثابت کرنے والے اِس رسالے کے مطالعہ کے بعد اپنی خطا اور غلطی پر متنبہ ہو جائیں اور سیدھی راہ اختیار کرلیں۔ اِس لئے کہ اپنے محبوب کے احوال واخبار سے واقف ہونے سے شکوک وشُبہات ختم ہوتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعوی کرنے والے اکثر لوگ اِس مسئلہ میں خود اُن ہی کے فرمودات کے مخالف ہیں اِس کے باوجود اُن میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی غلطی پر متنبہ ہونے کے بعد اِس (مسئلے) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے ساتھ موافقت اختیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ شیعوں کا ایک بڑا رہنما عبد الرزاق ہے جو اِس بات کا قائل ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں، اُس کا کہنا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اِن دونوں حضرات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل نہ سمجھتا، اِس لئے کہ میرے غلط اور گُنہگار ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ایک طرف میرا دعوی تو یہ ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مُحِب ہوں دوسری طرف آپ کے قول وفعل کی مخالفت بھی کروں، جیسا کہ کتاب "الصّواعق" وغیر میں ہے۔ باقی رہی وہ روایات جو حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اور جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرات شیخین کریمین کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور جسے شیعہ حضرات "تقیہ" کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بھی ضعیف رُوات سے روایت کی جاتی ہیں کیونکہ یہ بات حضرت علی

کرم اللہ وجہہ جیسے بہادر اور دلیر انسان کی شان کے خلاف ہے، ([1])، پھر اگر "تقیہ" کے بارے میں اُن کی رائے کو حقیقت تسلیم بھی کیا جائے جیسا کہ شیعہ حضرات کہتے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے "تقیہ" اور "مجبوری" کی وجہ سے شیخین کی بیعت کی تو بھی یہ حقیقت تسلیم شُدہ ہے کہ انسان اُس سے ڈرتا ہے جو زندہ ہو، بھلا جو شخص دنیا میں موجود ہی نہ ہو اُس سے اُس کی وفات کے بعد پھر کیا ڈرنا اور کیسا "تقیہ" کرنا؟ جبکہ یہ بات صحیح روایات کی روشنی میں واضح ہوچکی ہے کہ تینوں خُلفاء کے وِصال کے بعد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اُن کی اَفضلیّت کا اعتراف اور اعلان فرمایا۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے بارے میں ملی جُلی روایات ہیں اِس لئے ہم یہاں اِن دونوں اقسام کی روایات کو ایک ساتھ بیان کرتے ہیں، باقی اللہ تعالی توفیق مرحمت فرمانے والا ہے۔

فصل (۱) اوّل: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اَفضلیّت

۱۔ عَمرو بن حُریث ([2]) سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے سُنا کہ نبی کریم ﷺ کے وصال باکمال کے بعد افضل ابو بکر، عمر اور عثمان ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین، بعض الفاظ کے مطابق حضرت ابو بکر کے بعد حضرت عمر،

---

[1]۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے بہادر انسان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ بطور تقیّہ شیخَین کی اَفضلیّت کو بیان فرمائیں لہٰذا ایسی روایات ضعیف رُوات سے مروی ہیں۔

[2]۔ حضرت عَمرو بن حُریث بن عمرو بن عثمان بن عبد اللہ بن عُمر بن مخزوم مخزومی کوفی جن کی کنیت ابو سعید ہے اور یہ صحابی ہیں اور حضرت سعید بن حُریث کے بھائی ہیں، آپ نے نبی کریم ﷺ، اپنے بھائی حضرت سعید بن زید بن عُمرو بن مُغیل، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عدی بن حاتم، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے (تہذیب الکمال، برقم: ۴۳۴۵، ۲۱/ ۵۸۰، ۵۸۱) اور ابن عساکر نے حضرت عَمرو بن حُریث کو اُن صحابہ کرام میں شمار کیا ہے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فضیلتِ شیخَین کو روایت کیا ہے (تاریخ مدینة دمشق، برقم: ۳۳۹۸، ۳۰/ ۳۵۰، ۳۵۱)

پھر حضرت عثمان سب سے بہتر ہیں۔ (حلية الأولياء لأبی نعيم، والسّنّة لابن شاهين، وابن عساكر ([3])) ([4])

۲۔ ہمدانی علیہ الرحمہ ([5]) سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اَے حسن کے باپ! رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟

---

[3]۔ تاريخ مدينة دمشق، برقم: ۳۳۹۸، وأمّا رواية عَمرو بن حُريث، ۳۰/ ۳۶۱، ۳۶۲

[4]۔ المعجم الكبير للطّبرانی، برقم: ۱۷۸، ۱/ ۱۰۷۔ أيضاً البحر الزّخّار، مُسنَد علیّ بن أبی طالبٍ رضی اللّٰه عنه، عمر بن حُريث عن علیّ، برقم: ۴۸۸، ۲/ ۱۳۰۔ أيضاً فضائل الصّحابة، فضائل أمير المؤمنين عمر رضی اللّٰه عنه، برقم: ۳۹۷، ۳۹۸، ۱/ ۳۶۸، ولم يذكر عثمان رضی اللّٰه عنه۔ أيضاً العلل للدّار قطنی، برقم: ۱۳/ ۷۔ اور ان روایات میں صرف شیخَین کا ذِکر ہے اور تیسرے کیلئے فرمایا، اگر میں چاہوں تو تیسرے کا ذِکر کروں اور بعض میں یہ ہے، اگر تو چاہے تو میں تیسرے کا نام لوں۔

[5]۔ ہمدانی سے مراد عبدِ خیر بن یزید ہمدانی ہیں جیسا کہ "تاریخ مدینہ دمشق"، ۳۰/ ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۸۰، میں فضائل الصّدیق رضی اللہ عنہ میں اِس کی تصریح مذکور ہے اور عبد خیر ہمدانی سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سُنا۔ کیا میں تمہیں اِس اُمت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر شخص کی خبر نہ دوں؟ پھر آپ نے حضرت ابو بکر کا ذِکر فرمایا، پھر فرمایا کیا دوسرے شخص کی خبر نہ دوں پھر حضرت عمر کا ذکر فرمایا (مُسنَد أبی يعلی، مُسنَد علیّ بن أبی طالبٍ، برقم: ۵۴۰/ ۲۸۰، ص ۸۳۸۔ اور عبد خیر کی اِس روایت کو امام احمد بن حنبل نے "المُسنَد" (۱/ ۱۱۰، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸) میں اور "فضائل الصّحابة"، (برقم: ۴۳، ۱/ ۹۴، و برقم: ۶۰، ۱/ ۱۱۰، و برقم: ۱۲۸، ۱/ ۱۸۰، ۱۸۱، و برقم: ۴۱۰، ۱/ ۳۷۳، و برقم: ۴۱۴، ۱/ ۳۷۵، و برقم: ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۱/ ۳۷۶، و برقم: ۴۱۹، ۱/ ۳۷۷، ۳۷۸، و برقم: ۴۲۰ و ۴۲۱، ۱/ ۳۷۸، و برقم: ۴۲۲، ۱/ ۳۷۸، ۳۷۹، و برقم: ۴۲۳، ۱/ ۳۷۹، و برقم: ۴۲۴، ۱/ ۳۷۹، ۳۸۰، و برقم: ۴۲۵ و ۴۲۶، ۱/ ۳۸۰، و برقم: ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱، ۱/ ۴۵۳، و برقم: ۵۵۶، ۱/ ۴۵۵، و برقم: ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۱/ ۱۴۹، و

آپ نے فرمایا' اللہ تعالی کی تعریف ہے اور ہمیں اِس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ شخص حضرت ابو بکر بن ابی قُحافہ رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے عرض کی اے حسن کے باپ! اُن کے بعد پھر؟ آپ نے فرمایا، الحمدللہ جس بات میں ہم شک نہیں کرتے، وہ شخص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ابن شاهين) [6]

۳۔ ابن شہاب عبد اللہ بن کثیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اس اُمّت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت

برقم: ۶۲۰، ۱/ ۴۹۱، ۴۹۲، و برقم: ۶۲۱، ۱/ ۴۹۲) میں اور امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے "كتاب السُّنّة"، (برقم: ۱۳۰۸ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱، ص۲۴۰، و برقم: ۱۳۱۲ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ص۲۴۱، و برقم: ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱، ص۲۴۲) میں اور ابوزرعہ نے "فوائدُ أبی زُرعه"، (ق۸۵/ب (كما فى مُسنَد علىّ بن أبى طالب، برقم: ۱۰۲۶۱، ۵/ ۱۷۲۸) میں، اور ابن ابی حاتم نے "كتابُ العِلَل"، (برقم: ۲۶۵۶، ۲/ ۳۸۱ (كما فى مُسنَد علىّ بن أبى طالب، برقم: ۱۰۲۶۲، ۵/ ۱۷۶۸)) میں اور طبرانی نے "المعجم الأوسط" میں اور ابن ابی عاصم نے "السنّة"، (برقم: ۱۲۴۲، ص۲۷۹) میں اور ابن ابی داؤد نے "كتاب المصاحف"، (باب رضا عبد الله بن مسعود بجمع عثمان بن عفان رضى الله عنه المصاحف، برقم: ۱۲۰، ۱/ ۲۴۲) میں اور ابن عدی نے "الكامل" میں اور ابو نعیم نے "تاريخ أصبهان"، اور "حِلية الأولياء" میں اور دار قطنی نے "المؤتلف و المُختلف"، (ص۶۴۷ (كما فى مُسنَد علىّ بن أبى طالب، برقم: ۱۰۲۷۸، ۵/ ۱۷۷۰)) میں اور خطیب بغدادی نے "تاريخ بغداد"، (۵/ ۴۲۷، ۱۱/ ۱۲۵) میں اور "المتفق و المفترق" (كما فى مُسنَد علىّ بن أبى طالب، برقم: ۱۰۲۸۶، ۵/ ۱۴۷۲) میں، اور "تلخيص المتشابه" میں اور "موضح الأوهام"، (۱/ ۴۲۹، ۲/ ۷۹) میں اور امام ذہبی نے "تذكرة الحُفاظ"، (ص۳۲۱۱) میں اور "ميزان الاعتدل" میں روایت کیا ہے۔

[6]- فضائل الصّحابة للامام أحمد، برقم: ۵۳۳، ۱/ ۴۴۵، ۴۴۶، بلفظه

ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں، اگر چاہو تو تمہیں تیسرا سب سے افضل شخص بھی بتاؤں۔ (ابن عساکر) [7]

۴۔ سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا تو ہمیں یقین تھا کہ ہم میں سب سے افضل حضرت ابو بکر اور عمر ہیں' اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وِصال فرمایا تو ہمیں یقین تھا کہ اَب حضرت عمر کے بعد وہ شخص سب سے افضل ہے جس کا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نام نہیں لیا یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما۔ (السنّة [8]، ابن النّجار)

۵۔ ابو البختری طائی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السّلام سے پوچھا، "میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟" انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکر اور وہی آپ کے وصال کے بعد آپ کی اُمّت کے والی یعنی خلیفہ ہوں گے" اور وہی اُمّت میں سب سے افضل اور سب سے بڑھ کر نرم دل ہیں۔ (ابن عساکر [9])

---

[7]- تاريخ مدينة دمشق، فضائل أبى بكر الصّديق خليفة رسول الله ﷺ، ۳۰/ ۳۶۲

[8]- السنّة لابن أبى عاصم، باب ماروى عن علىّ رضى الله عنه من تفضيله أبى بكر وعمر الخ، برقم: ۱۲۳۴، ص۲۷۷

[9]- تاريخ مدينة دمشق، فضائل أبى بكر الصّديق خليفة رسول الله ﷺ، ۳۰/۷۳- أيضاً الفردوس بمأثور الخطاب، باب الألف، فصل فى التّحذير والوعيد، برقم: ۱۶۳۶، ۱/ ۲۳۱-۲۳۲، أيضاً الرّوض الأنيق فى فضل الصّديق للسّيوطى، برقم: ۱۸، ص۸۲- أيضاً كنز العمال، كتاب الفضائل، باب فضائل الصّحابة، فصل فى تفضيلهم، فضل الصّديق رضى الله عنه، برقم: ۳۵۶۸۳، ۶/ ۱۲/ ۲۳۵

۶۔ اصبغ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تم پر ابو بکر، عمر، عثمان اور علی سے محبت کو فرض فرمایا ہے جیسے تم پر نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کو فرض فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا اِن کی محبت کسی منافق شخص کے دل میں جمع نہیں ہوگی، اِن سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا"۔ (المواهب اللّدنية [10]، شمائل محمّدی) [11]

۷۔ اصبغ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اَے اصبغ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا اور اگر میں نے نہ سُنا ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں اور اگر میں نے آپ کو فرماتے نہ دیکھا ہو تو میری آنکھیں اندھی ہو جائیں، ارشاد فرمایا کہ "اسلام میں اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ پاکباز، زیادہ متقی، زیادہ پاک فطرت، زیادہ انصاف کرنے والے اور زیادہ افضل کسی آدمی کو پیدا نہیں فرمایا ہے"۔ (أبو العباس الوليد بن أحمد الدّورقى فى "كتاب شجرة العقل") [12]

۸۔ اصبغ سے ہی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کو فرماتے دیکھا اور اگر میں نے نہ دیکھا تو یہ آنکھیں اندھی ہو جائیں اور اپنے کانوں سے آپ سے سُنا اور اگر نہ سُنا ہو تو یہ کان بہرے ہو جائیں کہ "اسلام

---

[10]۔ المواهب اللّدنية بالمنح المحمّدية، المقصد السّابع، الفصل الثّالث فى ذكر محبة أصحابه الخ، ۲/ ۵۴۷

[11]۔ فردوس الأخبار، باب الألف، ذكر أخبار المبتدأة، برقم: ۶۱۹، ۱/ ۱۰۱، فيه بعضه

[12]۔ جمع الجوامع للسّيوطى، مُسنَد علىّ بن أبى طالب، برقم: ۶۲۷۳، ۱۳/ ۱۵۸- أيضاً كنز العمال ۳/ ۱۰۱- ۱۰۶- أيضاً جامع الأحاديث ۱۳۱/ ۲۶۰- ۲۶۲- أيضاً مختصر تاريخ دمشق ۶/ ۶۳- ۶۵

میں زیادہ پاکباز زیادہ پرہیزگار اور زیادہ افضل ابو بکر اور اُن کے بعد عمر کے سوا کوئی پیدا نہیں ہوا ہے"۔ (ابن عساكر) [13]

فصل (۲) دوم

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بہتر ہونے کے بارے میں

۱۔ حضرت محمد بن حَنفیہ سے روایت ہے (فرماتے ہیں) کہ میں نے اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ حضرت ابو بکر، میں نے عرض کی، پھر کون؟ فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ (صحيح البخارى [14])

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری اُمّت میں میرے بعد سب بہتر شخص ابو بکر ہیں، پھر عمر"۔ (ابن عساكر)

۳۔ حضرت علقمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے شخص حضرت ابو بکر ہیں، پھر حضرت عمر۔ (ابن أبى عاصم، ابن شاهين، اللالكائى) [15]

---

[13]۔ تاريخ مدينة دمشق، فضائل عمر بن الخطاب رضى الله عنه، ۴۴/ ۱۹۶

[14]۔ صحيح البخارى، كتاب فضائل أصحاب النّبىّ ﷺ، باب قول النّبىّ صلى الله عليه وسلم: لو كنتُ الخ۔ أيضاً فضائل الصّحابة، لأحمد، برقم ۱۳۶- ۱/ ۱/ ۱۸۹

[15]۔ سب کی روایات "كتاب السنّة" میں ہیں، مزید دیکھئے ملّا علی قاری کی کتاب "فضائل الصّديق، اور اصبہانی کی "كتاب الحُجّة" اور ابن عساکر کی "تاريخ مدينة دمشق"

۴۔ قاضی شریح سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے سُنا کہ اِس اُمت میں اِس کے نبی کے بعد سب سے بہتر حضرت ابو بکر، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر میں ہوں۔ ("المشيخية" لابن شاهين، الخطیب، ابن عساکر [16])

۵۔ عمرو ذوالمرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا) میں نے کہا کہ اِس اُمّت میں سب سے بہتر حضرت ابو بکر اور عمر ہیں ’اُس کے بعد اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ تم میں بہتر کون ہے۔(کتاب الافراد للدّار قطنی، الحُجّة للأصبهانی)

۶۔ سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طویل ادبی خُطبہ بیان کیا جس کے آخر میں ذِکر فرمایا کہ اِس اُمّت میں نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر، پھر حضرت عمر (سب سے بہتر ہیں)، پھر اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ افضل کون ہے؟ میں یہی بات کہتا ہوں کہ اللہ تعالی میری مغفرت فرمائے تمہاری بھی۔ (خثیمة، اللالكائی، أبوالحسن البغدادی، كتاب الألقاب للشّيرازی، تاريخ أصبهان لابن منده، ابن عساکر) [17]

---

[16]. تاريخ مدينة دمشق، ۲۳/۸۔ أيضاً فضائل عثمان بن عفان بن أبی العاص رضی الله عنه، ۹۳/ ۱۵۷۔ أيضاً المجالسة وجواهر العلم للدّنيوری، ۱/ ۳۶۸۔ أيضاً جامع الأحاديث، ۳۰/ ۴۵۲، ۲/ ۱۷۳۔ أيضاً تاريخ الاسلام، ۶/ ۲۱۹۔ أيضاً كنز العمال ۱۳/ ۱۲۔ أيضاً مختصر تاريخ دمشق، ۳/ ۴۵۱

[17]. جمع الجوامع، مُسنَد علیّ بن أبی طالب رضی الله عنه، برقم: ۶۱۵۵، ۳۱/ ۱۴۰

۷۔ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ جواب دیا کہ حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم۔ (أبولعباس الوليد بن أحمد الدّروقی فی "كتاب شجرة العقل") [18]

۸۔ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے امیر المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہیں؟ جواب دیا کہ حضرت ابو بکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا حضرت عمر، میں نے عرض کیا، پھر کون؟ فرمایا حضرت عثمان، میں نے کہا کہ پھر کون؟ فرمایا کہ پھر میں۔ (ابن عساکر)

۹۔ وہب بن سوائی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے پوچھا کہ اِس اُمت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سے افضل کون ہے؟ لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ، فرمایا، نہیں بلکہ حضرت ابو بکر سب سے افضل ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ (ابن عساکر)

۱۰۔ ابوجحیفہ سے روایت ہے کہ میں نے کوفہ کی جامع مسجد کے منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سُنا کہ اِس اُمت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سب سے افضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (آجری)

۱۱۔ ابوجحیفہ سے ہی روایت ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا۔ میں نے عرض کی، اے رسول اللہ کے بعد لوگوں میں سے سب افضل شخص! تو آپ نے فرمایا، اے ابوجحیفہ! کیا تجھے بتاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون

---

[18]. جمع الجوامع، مُسنَد علیّ بن أبی طالب رضی الله عنه، برقم: ۶۲۷۳، ۱۳/ ۱۵۸، عن سعد بن طريف، عن الأصبغ بن نباته، و فيه: ثم أنا

ہے؟ وہ حضرت ابو بکر ہیں، پھر حضرت عمر، اے ابو جحیفہ! تجھ پہ افسوس ہے، میری محبت اور ابو بکر و عمر کی دشمنی کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتی اور نہ میری دشمنی اور ابو بکر و عمر کی محبت کسی مومن کے دل میں جمع ہو سکتی ہے۔ (مأتين للصّابونی، المعجم الأوسط [19]، ابن عساكر [20] ابوذر، المروزی، الدّارقطنی)

۱۲۔ ابن الاعصم سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت بہترین حالت میں وِصال فرمایا، حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر آپ کے جانشین ہوئے اور انہوں نے حضور ﷺ کی سنّت پر عمل کیا، پھر حضرت ابو بکر نے دوسروں کی نسبت بہترین حالت میں وصال فرمایا، آپ نبی کریم ﷺ کے بعد اِس اُمت میں سب سے افضل تھے، پھر حضرت عمر خلیفہ بنے جنہوں نے دونوں کی سنّت پر عمل کیا، پھر وہ اپنی بہترین حالت گزار گئے اور آپ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر کے بعد سب سے افضل تھے۔ (ابن أبي شيبة) [21]

۱۳۔ ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کہ کیا آپ اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر نہیں فرماتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو خلیفہ مقرر فرمایا، پھر اگر اللہ تعالیٰ لوگوں سے بھلائی کا ارادہ فرمائے گا تو جلد ہی انہیں بھلائی

---

[19]- المعجم الأوسط، للطّبرانی من اسمه علیّ، برقم ۳۹۲۰- ۳/ ۹۷

[20]- تاریخ مدینة دمشق، أبوبكر الصّديق خليفة رسول الله ﷺ، ۳۰/ ۳۵۷- أيضاً كنز العمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخَين الخ، برقم: ۳۶۱۳۶- ۷/ ۱۳/ ۱۱

[21]- كنز العمال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخَين الخ، برقم:۳۶۱۳۳- ۷/ ۱۳/ ۱۱

پر جمع فرمادے گا جیسا کہ انہیں اپنے نبی کے بعد بھلائی پر جمع فرمایا۔ (ابن أبي عاصم، العقيلي [22]، أبو الشّيخ في "الوصايا"، "فضائل الصّديق للعُشاري [23] اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [24]

۱۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، پھر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر فرمائیے، ارشاد فرمایا کہ نہیں! اللہ تعالیٰ اُسے تم پر خلیفہ مقرر فرمادے گا جو تم میں سب سے بہتر ہو گا، پھر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سب سے بہتر حضرت ابو بکر کو جانا جنہیں ہم پر خلیفہ مقرر فرمایا۔ (الدّار قطنی) [25]

۱۵۔ ابو البختری سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اِس اُمّت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ بہتر حضرت ابو بکر اور عمر ہیں، ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ آپ اپنے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ ہم اہل بیت ہیں، ہمارا کوئی مدِ مقابل نہیں ہے۔ (ابو نعيم في "الحلية")

---

[22]- السُّنة لابن أبی عاصم، باب ماروی علیّ رضی الله عنه من تفضیل أبی بكروعمر رضی الله عنهما الخ، برقم:۱۲۵۶، ص۲۸۱

[23]- كنز العمّال، كتاب الفضائل، باب فضائل الصّحابة، فضل من تفضيلهم، فضل الصّديق رضی الله عنه، برقم: ۳۵۷۶۷، ۶/ ۱۲/ ۲۳۲

[24]- المستدرک للحاكم، كتاب معرفة الصّحابة رضی الله عنهم (۱۷۵۲)، يَتَجَلَّى اللهُ لِعِبَادِهِ عَامَّةً وَ لِأَبِى بَكْرٍ خَاصَّةً، برقم: ۴۵۲۴، ۴/ ۲۹ و قال: و هذا حديث صحيح الاسناد و لم يخرجاه

[25]- تاريخ مدينة دمشق، عن شقيق بن سلمة ۳۰/ ۲۸۹- ۲۹۰

فصل (۳) سوم

صدیق اکبر نیکیوں میں سبقت فرمانے والے ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وضاحت

۱۔ صلہ بن زفر سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذِکر ہوتا تو فرماتے، تم نیکی میں سبقت لے جانے والے شخص کا ذِکر کررہے ہو، تم نیکی میں سبقت فرمانے والے شخص کا ذِکر کرتے ہو، اللہ کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے جب بھی ہم نے کسی نیکی کی طرف سبقت کرنے کو شش کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سے آگے نکل گئے۔ (الطّبرانی فی الأوسط[26])

۲۔ اسمک بن حکم سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بیشک اللہ عزّوجل نے حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو قیامت تک پیدا ہونے والے اُمراء اور سلاطین پر حجت بنایا ہے، اِس لئے کہ انہوں نے زبردست سبقت اختیار کی اور انہوں نے دین کے بارے میں بہت تکلیفیں برداشت کیں۔ (العُشاری)

۳۔ ابو الزّناد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی، اے امیر المؤمنین! کیاوجہ ہے کہ مہاجرین وانصار آپ پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

---

[26]۔ المعجم الأوسط، من اسمه محمّد، برقم: ٧١٦٨، ٥/ ٢٣٢- أیضاً مجمع الزّوائد، کتاب المناقب، باب ماجاء فی أبی بکر الصّدّیق رضی اللّٰه عنه، برقم: ١٤٣٣٢، ٩/ ١٣- أیضاً کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصّحابة، فصل فی تفضیلهم فضل الصّدّیق رضی اللّٰه عنه، برقم: ٣٥٦٧، ٦/ ١٢/ ٢٣١ (طس)

کی فضیلت بتاتے ہیں، حالانکہ آپ بڑی بزرگی کے صاحب اور بڑے درجے کے مالک، اسلام لانے میں قدیم اور آپ نیکیوں میں سبقت فرمانے والے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ' اگر تُو قریشی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ تُو پناہ دیئے ہوئے لوگوں میں سے ہے یعنی مسلمان ہونے کی حیثیت میں تیری جان اور مال کو امن نصیب ہے؟ اُس شخص نے عرض کی، ہاں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تو پناہ دیا ہوا نہ ہوتا تو ضرور تجھے قتل کردیتا اور اگر میں باقی رہا تو مجھ سے تجھے ضرور دُکھ اور تکلیف پہنچے گی، تجھ پر افسوس ہے! حضرت ابو بکر مجھ سے چار باتوں میں آگے بڑھ گئے (۱) امامت فرمانے میں (۲) ہجرت فرمانے میں (۳) غارِ ثور میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ہونے میں (۴) اپنے اسلام کو ظاہر کرنے میں، تجھ پر افسوس ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کی مذمت فرمائی اور ابو بکر کی تعریف بیان فرمائی ' ارشاد فرمایا ہے کہ "اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ" [27] "اگر تم نے اُن کی مدد نہ کی تو بیشک اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدد فرمائی۔ (ابن عساکر [28]، خیثمه) [29]۔

۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو آپ سے ایک شخص نے کہا اے امیر المؤمنین! کیا سبب ہے کہ مہاجرین وانصار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آپ سے بڑھا رہے ہیں؟ حالانکہ بزرگی اور سبقت کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر افضل اور سبقت فرمانے والے آپ ہیں، حضرت علی رضی اللہ

---

[27]۔ التّوبة: ٩/ ٤٠

[28]۔ تاریخ مدینة دمشق، عبداللّٰه أبوبکر الصّدّیق خلیفة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، ٣٠/ ٢٩١

[29]۔ کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصّحابة، فصل فی تفضیلهم، فضل الصّدّیق رضی اللّٰه عنه، برقم: ٣٥٦٧١، ٦/ ١٢/ ٢٣١

عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر مؤمن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امان عطا نہ ہوتی تو ضرور تجھے قتل کر دیتا، اگر میں باقی رہا تو ضرور تجھے مجھ سے دُکھ اور تکلیف پہنچے گی، تجھ پر افسوس ہے، بیشک حضرت ابو بکر نے مجھ سے چار باتوں میں مجھ سے سبقت فرمائی جن کو میں انجام نہ دے سکا (۱) غارِ ثور میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہونے میں سبقت فرمائی (۲) ہجرت میں قدیم ہونے میں سبقت فرمائی (۳) میں بچپن میں ایمان لایا اور حضرت ابو بکر اُس وقت ایمان لائے جب آپ بڑے تھے[30] (۴) اور نماز قائم فرمانے میں یعنی امامت فرمانے میں مجھ سے سبقت فرمائی۔ (فضائل الصّدیق لأبی طالب العُشاری)

۵۔ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلام میں سبقت اختیار فرمائی، آپ کے بعد دوسرے شخص حضرت ابو بکر ہیں، تیسرے شخص حضرت عمر ہیں، اور ہمیں فتنہ وفساد نے گھیر لیا اور جب تک اللہ نے چاہا وہ دَور باقی رہا۔ (تلخيص المتشابه للخطيب)

---

[30]۔ صحابی رسول اللہ ﷺ ابو امامہ باہلی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن عبد اللہ کو سنا آپ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ آپ عکّاظ میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اِس اَمر (اسلام) میں آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ آپ نے فرمایا "دو مرد ابو بکر اور بلال" تو میں نے اُسی وقت اسلام قبول کر لیا" (تثبيت الا مامة لأبى نعيم، برقم: ٢٢، ص٦٨، مسلم، برقم: ٨٣٢، و المسند للامام أحمد ٤/ ١١١، ١١٢، ١١٣، ١١٤، ٣٨٥، و البخارى فى "التّاريخ"، برقم: ٢٤٧٤، و الاستيعاب لابن عبد البر، ٣/ ١١٩٣، و أسد الغابة لابن أثير، ٤/ ٢٥٧، و الحلية لأبى نعيم، ٢/ ١٥، ١٦) اور حارث سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابو بکر ہیں اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے علی ہیں۔ (ابن عساكر، ٣٠/ ٣٨، ٤٢/ ٣٣، و كنز العمال ١٢/ ٢٣٠، و الرّياض النّضرة، ١/ ٣٥، و الكامل لابن عدى ٢/ ٦٥، و السّيرة النّبوية لابن كثير ١/ ٤٣٣، و سُبل الهُدى ٢/ ٣٠٣، و البداية والنهاية ٤/ ٦٩، و تاريخ الخلفاء، ١/ ١٢)

فصل (۴) چہارم

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قدیم الاسلام ہونے کے اعتراف کے بارے میں

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابو بکر ہر بھلائی میں سب سے زیادہ قدیم ہیں۔ (العقيلى، أبو نعيم، المتفق للخطيب)۔[31]

۲۔ زید سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے منبر شریف پر بیٹھے اور اعلان فرمایا کہ اگر کوئی مجھے پسند نہ کرے تو میں خلافت سے مستعفی ہوتا ہوں، (آپ نے) جب بھی یہ اعلان کیا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! نہ ہم آپ کا استعفی

---

[31]۔ قال أبو عبد الرحمٰن العزازى، "كتاب المتفق و المتفرق"، فى ستة عشر جزأً، و طريق الخطيب فيه: أن يذكر عدد مَن اتفقت أسماؤهم ثم يميزهم عن بعضهم و قال: ذكر برو كلمان أنه مخطوط فى مكتبة فيض الله (رقم: ١٥١٥)، و من نسخة فى دمشق عمومية (رقم: ١٢٨٨) "تاريخ الأدب العربى" الملحق (١/ ٥٦٤) يذكر فؤاد السيّد أن نسخة فيض اللّٰه تقع فى (٣٣٩) ورقة تحت رقم (١٥١٥- ف ٢٣٩)، انظر: فؤاد السيّد فهرس المخطوطات المصوّرة، التاريخ قسم (٢) (ص١٢٨)، و ذكر ششن وجود نسخة من "المتفق و المتفرق" فى (٢٠٥) ورقات فى ديار بكر، رقم (آ ١٧٥٦) انظر مقدمة المحقّق على كتاب الفقيه و المتفقّة (٢٩) ط، دار ابن الجوزى

قبول کریں گے، نہ آپ سے استعفیٰ لیں گے، وہ کون ہے جو آپ کو پیچھے ہٹائے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو آگے بڑھایا ہے۔ (ابن النّجار)

۳۔ حضرت سعید بن المسیّب سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے آئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی، اِسی دوران انصار کی بات سُن کر حضرت علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! اُس شخص کو پیچھے کون ہٹائے جسے رسول اللہ ﷺ آگے بڑھائے، حضرت سعید بن المسیّب فرماتے ہیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی بات کی جسے اُن میں سے کوئی بھی ردّ نہ کرسکا۔ (العُشاری، اللالکائی، الحجّة للأصبهانی) [32]

۴۔ ابن حجاف سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر کی بیعت کی گئی تو آپ نے تین دن تک اپنے گھر کا دروازہ بند کردیا، ہر روز لوگوں کی طرف نکلتے اور اعلان فرماتے تھے کہ اے لوگو! میں نے تمہاری بیعت تمہیں واپس کردی، پھر تم اُس شخص کی بیعت کرو جو تمہیں سب سے زیادہ پیارا ہو، اِسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہتے رہے کہ نہ ہم آپ کا استعفیٰ قبول کریں گے اور نہ آپ سے استعفیٰ کا مطالبہ کریں گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو آگے کیا ہے' پھر کون ہے جو آپ کو پیچھے کرے۔ (العُشاری) [33]

32۔ مختصر کتاب الموافقة، المقدمة، فضل أبی بکر من قول علیّ وتصوبیه خلافته ص۲۸، أیضاً جمع الجوامع، مُسنَد علیّ بن أبی طالبؓ، برقم: ۶۲۰۴- ۱۳/ ۱۴۸

33۔ مختصر کتاب الموافقة، المقدمة، استقالة أبی بکرؓ و کلام علیّ فیها، ص۲۹، أیضاً جمع الجوامع، مُسنَد علیّ بن أبی طالبؓ، برقم: ۶۲۰۵، ۱۳/ ۱۴۸

۵۔ عون بن ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی! میں نے اپنے ربّ سے تین دعائیں کیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا کہ ابو بکر پر کسی کو فضیلت عطا فرمائے۔ (ابن النّجار[34])۔ [35]

۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال باکمال ہوا تو ہم نے خلافت کے معاملے میں سوچ وبچار شروع کی، ہمیں معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ امامت کیلئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آگے فرماتے تھے، اِس لئے ہم نے اپنے دنیاوی کام یعنی خلافت کے مسئلے میں بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ کو منتخب کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں دین کے معاملے میں ہمارا امام مقرر فرمایا۔ (ابن سعد) [36]

34۔ کنز العمّال، کتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فصل فی تفضیلهم، فضل الصّدّیق رضی اللّٰه عنه، برقم: ۳۵۶۶۶، ۶/ ۱۲/ ۲۳۰، و نقله عن ابن النّجار

35۔ فردوس الأخبار للدّیلمی، باب الیاء، برقم: ۱/ ۳۸، ۲/ ۴۸۲ وفیه: یَا عَلِیُّ، سَأَلْتُ اللّٰهَ عزَّ وَ جَلَّ أَنْ یقدّمَکَ، فَأَبَی عَلَیَّ أَنْ یُقَدِّمَ إِلَّا أَبَا بَکْرٍ۔ أیضاً جمع الجوامع، مُسند علیّ بن أبی طالبؓ، برقم: ۶۲۰۱- ۱۳/ ۱۴۸، وفیه: سَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ یُقَدِّمَکَ ثَلَاثاً، فَأَبَی عَلَیَّ إِلَّا تَقْدِیْمَ أَبِیْ بَکْرٍ

36۔ بلاذری نے "أنساب الأشراف" (۱/ ۵٦۰، أنس بن مالک عن علیؓ) میں روایت کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ علیل ہوئے تو آپ نے حضرت ابو بکر کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا، حالانکہ آپ میرے مقام ومرتبہ کو ملاحظہ فرما رہے تھے، پھر جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو مسلمانوں نے اُسے اپنی دنیا (یعنی امر خلافت) کے لئے پسند کیا جس سے رسول اللہ ﷺ اُن کے دین کے لئے راضی ہوئے، پس انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور اللہ کی قسم! وہ اِس کے اہل تھے اور کون ہے جو اُنہیں اُس مقام سے پیچھے ہٹائے جہاں رسول اللہ ﷺ نے انہیں کھڑا کیا؟۔

۷۔ حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اُن کی نماز جنازہ پڑھنے آئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ نمازِ جنازہ پڑھائیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ سے آگے کیسے بڑھ سکتا ہوں حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے خلیفہ ہیں۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (الخطیب [37])

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے، فرمایا حضور ﷺ نے وصال باکمال نہیں فرمایا حتی کہ ہم نے پہچان لیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہم میں فضیلت والے ابو بکر ہیں۔ (جمع الجوامع، مُسنَد عليّ بن أبي طالبٍ، برقم: ٦٢٦٢، ١٣/ ١٥٧

[37]- كنز العمال، كتاب الفضائل، فضائل الصحابة،فصل فى تفضيلهم فصل أبى بكرٍ رضى الله عنه، برقم: ٣٥٦٧٢، ٦/ ١٢/ ٢٣١ (خط فی رواۃ مالک) اس روایت کو نقل کرنے کے بعد طبری لکھتے ہیں کہ یہ روایت اُس کے مغایر ہے جو "صحیح" ہے کیونکہ "صحیح" روایت میں آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا، اور بیعت نہ کرنے کے باوجود یہ (یعنی جو روایت خطیب میں مذکور ہے) ظاہراً و غالباً بعید ہے اگرچہ یہ جائز ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کا سُنا ہو تو (شیخین کریمین) آگئے ہوں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس کے بعد بیعت کی ہو۔ (الرّياض النّضرة، القسم الثّانى، الباب الأول، الفصل التّاسع، ذكر اختصاصه بالصّلاة، إماماً الخ ١/ ١١٧، وقال خرّجه البصرى، وخرّجه ابن السّمّان فى "الموافقة" أنظر: "مختصر كتاب الموافقة"، المقدمة، الصّلاة على فاطمة رضى الله عنها ص٦٣- ٦٤

فصل (۵) پنجم

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے کے بارے میں

۱۔ شعبی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی ہوں۔ (العُشاری [38])۔ [39]

۲۔ حارث سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِس اُمت میں نبی کریم ﷺ کے بعد بزرگی اور درجے میں بڑی شان والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، کیونکہ آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ کے وصال باکمال کے بعد قرآن کریم جمع کیا، اور نبی کریم ﷺ کے دین کو قائم فرمایا، اِس کے علاوہ بھی آپ کی کتنی فضیلتیں اور سبقتیں ہیں۔ (الزّورنی [40]) [41]

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کے اعمال ناموں میں سب سے زیادہ اَجر والا اعمال نامہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے 'آپ پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے قرآن مجید کو جمع فرمایا۔ (أبو يعلى [42])

---

[38]- كنز العمال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، برقم: ٣٥٦٣١، ٦/ ١٢/ ٢٢٤، و نقله عن العُشارى

[39]- تاريخ مدينة دمشق، عبد الله أبوبكر الصّديق خليفة رسول الله ﷺ ٣٠/ ٣٨٣، عن عبد بن قيس

[40]- كنز العمّال، كتاب الفضائل، باب فضائل الصّحابة، فصل فى تفضيلهم، فضل الصّديق رضى الله عنه، برقم: ٣٥٦٧٨، ٢/ ١٢/ ٢٣٢، و نقله عن الزّورنى

[41]- جمع الجوامع، مُسنَد عليّ بن أبى طالبٍ، برقم: ٦٢٧٨- ١٣/ ١٥٩

[42]- مُسند أبى يعلَى، مُسند عليّ بن أبي طالبٍ، برقم: ٥٣٣/ ٢٧٣، ص١٣٧، هذا الحديث روى الشّعبى عن عليّ بلفظٍ اخر

۴۔ ابو معتمر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا دونوں اُن ستر (۷۰) اشخاص میں سے ہیں جنہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے جگہ عطا فرمائے گا۔ (محمد ابن المنذر، فضائل الصّحابة لابن أبی حاتم، الدینوری، فضائل الصّحابة لأبی طالب العُشاری، ابن مردویة)

۵۔ زِر بن حُبیش سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما انبیاء و رُسل کے سوا جنّت کے اگلوں اور پچھلوں کے سردار ہیں، مگر اے علی! جب تک زندہ ہیں تب تک اُن کو یہ بات نہ بتانا (الغیل النّبات لأبی بکر)[43]

۶۔ زر بن حُبیش سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ہجرت کے لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ غارِ ثور میں داخل ہوئے۔ (الغیل النّبات لأبی بکر)

۷۔ حارث سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نے ابو جہل بن ہشام کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا تو نبی کریم ﷺ ناراض ہوئے، اور میں نے آپ کے چہرۂ اقدس میں ناراضگی کے آثار دیکھے، میں حضرت ابو بکر کے پاس گیا اور ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے جب حضرت ابو بکر کو دیکھا تو آپ کا چہرہ اقدس خوشی سے چمکنے لگا، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کے چہرۂ اقدس میں رنجش محسوس کی اور جب آپ نے ابو بکر کو دیکھا تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمکنے لگا؟ فرمایا کہ "میں ابو بکر کو دیکھ کر خوش کیوں نہ ہوں، جبکہ وہ سب

43۔ فضائل الصّحابة للامام أحمد، فضائل أبی بکر الصّدیق، برقم:۱۰۱۹۶/ ۲۲۷، رواہ الحارث عن علیؓ، وفیه بعض۔ أیضاً کنز العمّال، کتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، برقم: ۳۲۶۴۹، ۶/ ۱۱/ ۲۵۷ (ت۔ عن أنس و علیؓ)

سے پہلے اسلام قبول کرنے والے اور ایمان میں سب سے قدیم، سب سے زیادہ خاموش رہنے والے اور سب سے زیادہ مناقب والے ہیں، یہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت میں میرے ساتھی اور غارِ (ثور) کی وحشت میں میرے رفیق ہیں، پھر بعد میں قبر میں میرے ساتھ رہنے والے ہیں، اِس لئے ابو بکر کو دیکھ کر خوشی سے میرا چہرہ کیوں نہ چمکے؟ (الزّورنی [44])۔ [45]

۸۔ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگِ صفین سے واپسی تشریف لائے تو بنو ہاشم کے ایک نوجوان نے آپ سے کہا، اے امیر المؤمنین! آپ اُمت کے اتحاد و یکجہتی کے بارے میں خطبہ ارشاد فرمایئے اور آپ نے دعا فرمائی ہے۔ اے ہمارے ربّ! ہماری بھی ایسے ہی اصلاح فرما جیسے تو نے خُلفاءِ راشدین کی اصلاح فرمائی، اس سے لوگوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہدایت کے امام اور اسلام کے شیخ اور بزرگ ہیں اور رسول ﷺ کے بعد یہی اُمّت کے رہنما ہیں، جس نے اُن کی پیروی کی اُس نے سیدھی راہ اختیار کی اور جو اُن کی راہ چلا اُس نے ہدایت کی راہ اپنائی اور جو اُن سے مضبوطی سے چمٹا وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی کامیاب ہے (اللالکائی، فضائل الصّدیق للأبی طالب العُشاری اور اِس حدیث کو "کتاب الحجة" میں صحیح قرار دیا گیا ہے)۔[46]

44۔ کنز العمّال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، برقم: ۳۵۶۷۷، ۶/ ۱۲/ ۲۳۲، و نقله عن الزّرونی

45۔ جمع الجوامع، مُسند علیّ بن أبی طالبؓ، برقم: ۶۲۷۵، ۱۳/ ۱۵۹

46۔ کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، فضل الشیخین الخ، برقم:۳۶۱۰۲- ۷/ ۱۳/ ۶، و نقله عن اللالکائی، و أبی طالب العُشاری (فی "فضائل الصّدیق") و نصر (فی "الحجّة")

۹۔ اسماء بن حکم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا یہ دونوں ہدایت پر تھے 'ہدایت دینے والے تھے، صحیح راہ پر تھے اور صحیح راہ دکھانے والے تھے، کامیابی پر تھے اور کامیابی کی راہ دکھانے والے تھے' دنیا میں نجات و کامیابی حاصل کر کے آخرت کے جہاں میں پہنچ گئے۔ (العُشاری)[47]

۱۰۔ ابو عبد الرحمٰن سلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابو بکر! بیشک اللہ تعالیٰ قیامت تک پیدا ہونے والے اُن مومنوں کا اجر بھی عنایت فرمائے گا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں گے، بیشک اللہ تعالیٰ تجھے بھی ہر اُس شخص کے ایمان کا ثواب عطا فرمائے گا جو قیامت تک مجھ پر ایمان لائیں گے۔ (المجالس للدّینوی[48]، فضائل الصّدیق للعُشاری[49]، الخلعی، الخطیب[50]، الدّیلمی[51]، ابن الجوزی[52])۔[53]

47۔ كنزالعمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخَين أبى بكر وعمرَ رضى الله عنهما، برقم: ۳۶۱۴۹، ۷/ ۱۳/ ۱۲، و نقله عن العُشارى

48۔ المجالسة و جواهر العلم، الجزء السّادس و العشرون، برقم: ۳۶۵۵، ۳/ ۲۸۸

49۔ ص۶، كما فى تخريج "فضائل الصّحابة" للامام أحمد، برقم: ۶۸۹، ۱/ ۵۳۰

50۔ تاريخ بغداد ،ترجمة (۲۷۲۹) أحمد بن محمد بن عبد الله المقرئ، ۵/ ۲۵۶

51۔ فردوس الأخبار، باب اليائ، برقم: ۸۲۸۹، ۲/ ۳۸۰

52۔ العلل المتناهية لابن الجوزى، برقم: ۲۹۳، و علّله بالحارث و الوضاح، ۱/ ۱۸۴

53۔ فضائل الصّحابة للامام أحمد، برقم: ۶۸۹، ۱/ ۵۳۰، عن أبى أسحاق عن الحارث، عن علىّ رضى الله عنه۔ أيضاً تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر ۳۰/ ۱۱۸-۱ أيضاً مختصر تاريخ دمشق ۴/ ۲۷۶- أيضاً سمط النّجوم العوالى ۱/ ۳۳۱- أيضاً

۱۱۔ ابن شہاب ابو عبد اللہ بن کثیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک سائل رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا آپ نے اُسے کچھ عنایت فرمایا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اُسے کچھ دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے کچھ دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُس کچھ دیا، پھر اُسی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے برکت کی دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا 'تجھے برکت کیسے نصیب نہ ہو گی حالانکہ تجھے نبی، صدیق اور شہید نے عنایت فرمایا ہے۔ (ابن عساکر[54])

۱۲۔ محمد بن عقیل فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا 'اے انسانو! مجھے بتاؤ کہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ انہوں نے کہا، اے امیر المؤمنین آپ! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رہا میرا معاملہ تو جس شخص نے بھی مجھے مقابلے کی دعوت دی میں نے اُس ہرایا، لیکن تم مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر شخص کے بارے میں بتاؤ؟ انہوں نے کہا ہمیں علم نہیں ہے آپ ارشاد فرمایئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ بہادر ہیں کیونکہ جب بدر کا دن آیا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک جھونپڑی بنائی اور آپس میں کہنے لگے کہ کون ہے جو رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کے فرائض سر انجام دے تاکہ کوئی مشرک آپ کو تکلیف نہ پہنچائے؟، اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار

كنزالعمّال، برقم: ۳۲۶۳۹، ۱۲/ ۲۵۶- أيضاً الرّياض النّضرة ۱/ ۸۸- أيضاً جامع الأحاديث ۲۳/ ۳۳

54۔ تاريخ مدينة دمشق ، فضائل عثمان بن عفان بن أبى العاص رضى الله عنه، ۳۹/ ۲۹۱

سیدھی کر کے خود حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوگئے، اِس لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہیں، بیشک میں نے دیکھا کہ قریش ایک ایک، دو دو، تین تین گروہ کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے چاروں طرف آ گئے، کہنے لگے کہ آپ وہ شخص ہیں جو اتنے سارے معبودوں کی بجائے ایک خُدا کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں! اللہ کی قسم! ہم میں سے اُن کے قریب جانے کی ہمت کسی میں بھی نہ تھی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کسی کو مار رہے تھے تو کسی کو ہٹا رہے تھے اور کسی کو دھکیل رہے تھے اور فرما رہے تھے تم پر افسوس ہے! کیا تم اُس شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا ربّ اللہ ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چادر اُٹھا کر چہرے پر ڈالی اور اتنے روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، پھر فرمایا کہ تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں قومِ فرعون کا مومن مرد زیادہ بہتر ہے یا حضرت ابو بکر زیادہ بہتر ہیں؟ لوگ خاموش رہے، پھر فرمایا کہ مجھے جواب کیوں نہیں دیتے، اللہ کی قسم! حضرت ابو بکر کی یہ ایک گھڑی اُس مومن شخص کی پوری زندگی سے زیادہ بہتر ہے جو اپنے ایمان کو چھپا رہا تھا جبکہ یہ شخص یعنی حضرت ابو بکر اپنے ایمان کا علی الاعلان اظہار فرما رہے تھے۔ (ابن النجار) [55]

---

[55] - البحرالزّخّار، مما روى محمد بن عقيل عن عليّ، برقم: ٧٦١، ٣/ ١٤، ١٥- أيضاً كشف الأستار، كتاب علامات النّبوّة، باب مناقب أبى بكر الصّدّيق رضى الله عنه، برقم: ٢٤٨١، ٣/ ١٦١، ١٦٢- أيضاً مختصر زوائد مُسنَد البزّار، كتاب مناقب الصّحابة برقم: ١٨٧١، ٢/ ٢٨٣، ٢٨٤- أيضاً مجمع الزّوائد كتاب المناقب، مناقب أبى بكر الصّدّيق، باب جامع فى فضله، برقم: ١٤٣٣٣، ٩/ ١٣، وقال: وفيه من لم أعرفه- أيضاً كنز العمال، كتاب الفضائل، باب فضائل الصّحابة، فصل: فى تفضيلهم، فضل الصّدّيق رضى الله عنه برقم: ٣٥٦٨٥، ٦/

۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرنے والے بُردبار تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مُخلص اور اللہ کے لئے خیر خواہی کرنے والے تھے۔ (الأمالية لأبى القاسم بن بشران) [56]

۱۴۔ عبد بن خیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جنّت میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا؟ آپ نے فرمایا، حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔ (العشّارى، الحجّة للأصبهانى، ابن عساكر) [57]

٢٣٥- ٢٣٦- أيضاً فضائل الخلفاء الأربعة وغيرهم لأبى نعيم، خلافة أمير المؤمنين علىّ بن أبى طالب رضى الله عنه، برقم: ٢٣٧، ص٩٧- أيضاً تاريخ الخلفاء ٣٨، ٣٩- أيضاً أزواج الخلفاء، أزواج أبى بكر الصّدّيق رضى الله عنه ص١٢- أيضاً السّيرة الحلبية (١٠/ ١٦٦)- أيضاً الرّياض النّضرة (٢/ ٣٢)- أيضاً جامع المسانيد والسُّنن (٢٠/ ١٨٣-١٨٤)- أيضاً سُبُل الهُدى والرّشاد (٢/ ٤٣٧)- أيضاً جامع الأحاديث (٣٠/ ٣٢٤)

[56] - كنز العمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخين، أبى بكر و عمر رضى الله تعالىٰ عنهما، برقم: ٣٦١٤١، ٧/ ١٣/ ١٢

[57] - كنز العمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخين الخ برقم: ٣٦٠٩٥- ١٣/ ٧/ ٥

۱۵۔ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اِس اُمت میں سب سے پہلے جنّت میں داخل ہونے والے شخص حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ (العقیلی، ابن عساکر [58]، ابن الجوزی) [59]

۱۶۔ زید بن علی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک ہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، ہم اُنہیں اِس کا حقدار سمجھتے ہیں۔ (أبو أحمد الدّھقانی)

۱۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اے مہاجرین کی جماعت! اللہ کی قسم! میں نے ارتداد کے زمانے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبوت کے نظام کو قائم رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا، اِسی روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی سنّت کو زندہ فرمایا۔ (ابن عساکر)

58۔ تاریخ مدینة دمشق، فضائل معاویة بن أبی سفیان، ۵۹/ ۱۳۹

59۔ کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشَّیخَین، برقم: ۳۶۱۳۷، ۷/ ۱۳/ ۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرے پاس جبریل آئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنّت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری اُمّت داخل ہوگی" تو حضرت ابو بکر نے عرض کی میری خواہش ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تو اُسے دیکھ لیتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابو بکر تم تو میری اُمّت میں سے سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوگے" اِس حدیث شریف کو امام ابو داؤد نے اپنی "سُنن" (کتاب، السّنة، باب فی الخُلفاء، برقم: ۴۶۵۲،۵/ ۳۰) میں اور امام حاکم نے "المستدرک" کے کتاب معرفة الصّحابة (أول مَن یدخُل الجنّة أبو بکر، برقم: ۴۵۰۱، ۴/ ۱۹-۲۰) میں روایت کیا ہے اور امام حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث شَیخَین یعنی بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اِرتداد کے زمانے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب گھر سے نکل کر باہر تشریف لائے اور اپنی سواری پر بیٹھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی سواری کی مہار پکڑ کر عرض کی، اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ کو یہی بات کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے روز کہی تھی، [60] مہربانی فرما کر اپنی تلوار کو نیام میں ڈالیئے اور اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالئے اور مدینہ شریف چلئے، اللہ کی قسم! اگر آپ ضائع ہوگئے تو پھر کبھی اسلام کا نظام قائم نہ ہوگا۔ (الدّارقطنی، الخلعی)

۱۹۔ نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ ایک روز خوشگوار گھڑیوں میں ہماری ملاقات حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی، میں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! اپنے اصحاب کی کچھ نشانی بیان فرمایئے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے جو بھی ساتھی تھے' وہ میرے بھی ساتھی ہیں، ہم نے عرض کی، اپنے خاص ساتھیوں کے بارے میں کچھ بتایئے، آپ نے پھر فرمایا، جو بھی رسول اللہ ﷺ کا ساتھی ہے' وہ میرا بھی ساتھی

60۔ نبی کریم ﷺ نے بدر کے روز یہ دُعا مانگی تھی "اللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِہِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَھْلِ الْاِسْلَامِ لَاتَعْبُدَ فِي الْأَرْضِ" (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسّیر، باب الامداد بالملائکة فی الغنائم، برقم: ۴۶۰۹/ ۵۸ (۱۷۶۳) ص۸۶۸-۸۶۹، و الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السّیر، باب الخروج و کیفیة الجہاد، غزوة بدر، برقم: ۴۷۷۳، ۵/ ۷/ ۱۴۱، ۱۴۲، و سُنن التّرمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب من سورة الأنفال، برقم: ۳۰۸۱، ۴/ ۱۲۱) یعنی، اے اللہ! اگر آج مومنوں کی یہ مختصر جماعت شہید ہوگئی تو زمین پر تیری کبھی بھی عبادت نہ ہوگی۔ اور یہاں "اُحد" کا تذکرہ ہے شاید یہ کاتب کا سہو ہے کیونکہ "صحیح" حدیث میں "بدر" مذکور ہے اور یہی مشہور ہے۔ واللہ تعالیٰ اَعلم بالصّواب

ہے، عرض کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے، آپ نے فرمایا کہ وہ ایسے شخص ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امین علیہ السّلام اور حضرت محمد ﷺ کے زبانی "صدیق" قرار دیا ہے، (61) آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور جانشین تھے، نبی کریم ﷺ جن سے ہمارے دین کے بارے میں راضی ہوئے ہم اُن سے اپنی دنیا کے بارے میں راضی ہو گئے (62) پھر ہم عرض کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے، آپ نے فرمایا جنہیں نبی کریم ﷺ "فاروق" قرار دیا ہے، جنہوں نے حق اور باطل سے فرق کیا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ "اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزّت عطا فرما" (63) ہم نے پھر عرض کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے، فرمایا آپ تو وہ شخص ہیں کہ جنہیں مقرب فرشتوں کی مجلس میں "ذُوالنّورین" کہا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں (64) کے شوہر تھے اور آپ کو حضور ﷺ نے

---

61. المستدرک للحاکم، ٣/ ٦٥، و الرّیاض النّضرة،١/ ٣٠٦، ٢/ ١٦١، و تاریخ الخُلفاء ص٢٧، و کنز العمّال، کتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّیخَین، برقم: ٣٦٦٩٣، ٧/ ١٣/ ١٠١

62. یعنی نبی کریم ﷺ نے انہیں نماز میں امامت کے لئے آگے بڑھایا اور ہم نے انہیں نظام خلافت چلانے کے لئے آگے کیا۔

63. سُنن ابن ماجة، المقدمة، فصل عمر رضی اللّٰه عنه، برقم: ١٠٥، ١/ ٨٣

64. پہلے رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں اُن کے وصال کے بعد آپ نے اپنی لختِ جگر حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب اُن کا وصال ہوا تو فرمایا اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگر تیرے نکاح میں دیتا جاتا۔

جنّت میں گھر کی ضمانت بھی دی ہے۔ (خثیمة، اللالکائی (65)، فضائل الصّدیق للعُشاری، ابن عساکر) (66)

٢٠۔ ہمدانی سے باکمال روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت مجھے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر، اُن کے بعد عمر، اُن کے بعد عثمان خلیفہ ہے، بعض روایات میں یہ لفظ ہے کہ پھر انہیں خلافت ملے گی۔ (ابن شاہین، فضائل الصّدیق لملّا علی القاری، ابن عساکر (67)) (68)

٢١۔ حارث سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علی! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ ابو بکر کو اپنا والد (69) عمر کو اپنا مشیر، عثمان کو اپنا سردار، اے علی! تجھے اپنا مددگار مقرر کروں، پھر تم چاروں وہ

---

65. شرح اعتقاد أهل السنّة، باب جماع فضائل الصّحابة رضی اللّٰه عنهم، برقم: ٢٤٥٥، ص٦٠٩

66. کنز العمّال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصّحابة، برقم: ٣٦٦٩٤، ٧/ ١٣/ ١٠١، و نقله عن خیثمة، و اللکائی و العُشاری

67. تاریخ مدینة دمشق، ٣٩/ ١٨٤- أیضاً مختصر تاریخ مدینة دمشق، ٥/ ١٨٩

68. کنز العمّال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصّحابة، برقم: ٣٦٦٩٥، ٧/ ١٣/ ١٠١

69. اصل حدیث میں لفظ "والد" ہی ہے دیکھئے "تاریخ بغداد" ٩/٣٤٨، "میزان الاعتدال فی نقد الرّجال للذهبی" ٣/ ٨٤٤، اور ایک روایت میں "والد" کی جگہ "اب" ہے، دیکھئے "فردوس الأخبار بمأثور الخطاب"، باب الیاء، برقم: ٢، ١٨٣٠٧/ ٤٨١، اور مراد "بیوی کا باپ" ہے کیونکہ حدیث شریف میں "بیوی کے والد" کو باپ فرمایا گیا ہے۔

ہو کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے اُمّ الکتاب یعنی لوحِ محفوظ میں عہد لیا تھا، صرف مومن اور پرہیز گار ہی تم (چاروں) سے محبت رکھے گا اور صرف فاسق فاجر، بدبخت ہی تم (چاروں) سے بغض رکھے گا، تم لوگ میری نبوت کے خلیفہ اور میری ذمہ داری نبھانے والے اور میری اُمت پر میری طرف سے حجت ہو، ایک دوسرے سے تعلقات منقطع نہ کرنا، ایک دوسرے کو نہ چھوڑنا۔ (الزّورنی، الخطیب، فضائل الصّحابة، معجم شرحه از أبو نعیم، الدیلمی [70]، ابن عساکر، ابن النّجار [71]، یہ روایت ابو معتمر کے حوالے سے لائے ہیں)

۲۲۔ حارث سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تاکید اً بتایا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد خلافت ابو بکر کو ملے گی جن پر لوگوں کا اتفاق ہو گا، ابو بکر کے بعد خلافت عمر کو ملے گی، پھر عثمان کو خلافت ملے گی۔ (الزّورنی)

۲۳۔ عبد خیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کے لئے پانی لا کر دیا تو آپ نے مجھے فرمایا اے عبد خیر! جیسے تم نے مجھے وضو کے لئے پانی لا کر دیا ہے اِسی طرح میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وضو کیلئے پانی پیش کیا، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! قیامت کے روز لوگوں میں سے حساب کیلئے سب سے پہلے کسے بلایا جائیگا؟ ارشاد فرمایا اے علی! "وہ میں ہی ہوں" "تھوڑی دیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہوں گا پھر مجھے دائیں جانب سے جنّت میں داخل ہونے کا حکم ہو گا" میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! اُس کے بعد کسے یہ حکم ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ پھر ابو بکر صدیق تھوڑی دیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے، پھر انہیں دائیں جانب سے جنّت میں داخل ہونے کا

70. فردوس الأخبار للدّیلمی، باب الیائ، برقم: ۸۳۰۷، ۲/ ۳۸۱

71. ذیل تاریخ بغداد لابن النّجار، برقم: ۵۰۳، ۳/ ۲۳۰ (۱۸/ ۲۳۰)، عن هبیرة عن علیؓ

حکم ہو گا، میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! پھر یہ حکم کسے ہو گا؟ آپ نے فرمایا، پھر عمر بن خطاب اللہ تعالیٰ کے بارگاہ میں اتنی دیر کھڑے ہوں گے جتنی دیر ابو بکر کھڑے ہوں گے، پھر انہیں دائیں جانب سے جنّت میں داخل ہونے کا حکم ہو گا۔ (السّلفی فی "انتحاب حدیث القراء، ابن عساکر) [72]

۲۴۔ حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آیہ کریمہ تلاوت فرمائی [73] "بیشک جن لوگوں کیلئے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی لکھی جاچکی ہے وہ دوزخ سے دُور ہوں گے" پھر فرمایا میں بھی اُن میں سے ہوں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی اُن میں سے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اُن میں سے ہیں، حضرت زبیر بھی اُن میں سے ہیں، حضرت سعد بن ابی وقاص بھی اُن میں سے ہیں اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بھی اُن میں سے ہیں۔ (ابن أبی عاصم [74] ابن أبی حاتم، العُشاری، ابن مردویة، ابن عساکر)

۲۵۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، بیشک میں اُس روز

72. اس میں مزید یہ ہے کہ "میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! اس کے بعد کسے حکم ہو گا؟ آپ نے فرمایا "پھر تم اے علی" میں نے عرض کی تو عثمان بن عفّان کہا؟ فرمایا وہ صاحبِ حیا شخص ہیں میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ عثمان سے حساب نہ لے، تو اُن کے بارے میں میری دُعا قبول فرمائی (تفصیلی روایت نزال بن سنبرہ کی ہے ص ۶۶ "شان صدّیق اکبر" رضی اللہ عنہ

73. اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (سورة الأنبیاء: ۲۱/ ۱۰۱)

74. السُّنّة لابن أبی عاصم، باب ماروی عن علیؓ رضی اللہ عنه من تفضلیه أبی بکر وعمر الخ، برقم: ۱۲۵۱، ص ۲۸۰ وفیه "عثمان منهم"

موجود تھا نہ میں غیر حاضر تھا نہ بیمار، غرض یہ کہ جس طرح رسول کریم ﷺ ہمارے دین کے بارے میں ابو بکر سے راضی ہوئے، اسی طرح ہم اپنے دنیاوی کام یعنی نظامِ خلافت چلانے کیلئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگئے۔ (ابن عساکر [75])۔ [76]

۲۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال باکمال ہوا تو ہم نے خلافت کے بارے میں مشورہ کیا، سوچا کہ جب نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ امامت کیلئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھاتے تھے تب ہم اپنا دنیاوی کام یعنی خلافت بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے کریں پھر میں نے آپ کی تابعداری کی، آپ کے لشکر کے ساتھ مل کر جہاد کیا، جب آپ مجھے کوئی چیز دیتے تھے تو میں آپ سے لیتا تھا، جب مجھے جہاد کے لئے بھیجتے تھے تو جاتا تھا، آپ کی حکومت میں شرعی حدود نافذ کرتا تھا۔ (الدّارقطنی، ابن عساکر، الذّهبی) [77]

---

[75]۔ تاریخ مدينة دمشق، ۳۰/ ۲٦٥

[76]۔ كنز العمال، كتاب الفضائل، باب فضائل الصّحابة، فصل فى تفضيلهم، فضل الصّديق رضى الله عنه، برقم: ۳٥٦٦٥، ٦/ ۱۲/ ۲۳۰، و نقله عن ابن عساكر۔ أيضاً تاريخ الخلفاء ص۵۲۔ أيضاً جامع الأحاديث ۳۱/ ۴۵۹

[77]۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال باکمال ہوا تو ہم نے اپنے معاملے میں غور و فکر کیا، تو ہم نے پایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر کو نماز میں آگے کیا، اس لئے ہم اپنی دنیا کے لئے بھی اُسی پر راضی ہوگئے جس پر رسول اللہ ﷺ ہمارے دین کیلئے راضی ہوئے، پھر ہم نے حضرت ابو بکر کو (امر خلافت میں) آگے کیا (صفة الصّفوة لابن الجوزی، ۱/ ۲۵۷، و السّنة ۱/۲۷۴، و تهذيب الأسماء للنّووی ۲/ ۴۸۰، و طبقات ابن سعد ۳/ ۱۸۳، و الاستيعاب ۳/ ۹۷۱، و الرّياض النّضرة ۲/ ۱۷۷، و سبُل الهُدى والرّشاد، ۱۲/ ۳۱٦، و المنتظم لابن الجوزى، ۱/ ۴۳۴، و تاريخ الخلفاء ص۱۲)

۲۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے روز فرمایا، اے انسانو! یقین جانو کہ رسول اللہ ﷺ نے نظامِ خلافت کے بارے میں ہمیں کوئی حکم نہیں فرمایا [78] یہاں تک کہ ہماری رائے ٹھہری کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس مقصد کیلئے منتخب کریں، پھر آپ نے نظامِ خلافت قائم کیا، اُسے استحکام بخشا یہاں تک کہ آپ نے وصال فرمایا، احمد [79] اور بیہقی نے یہ روایت دو حَسَن یعنی عمدہ اسناد سے روایت کی ہے۔ [80]

۲۸۔ سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذِکر فرمایا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی سچی اور پُر خلوص رفاقت نصیب ہوئی وہ نیکی کا حکم دیتے اور بُرائی سے روکتے، لوگوں پر احکامِ شرعیّہ نافذ کرتے، پھر اپنے فیصلوں میں رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے تجاوز نہ کرتے اور رسول اللہ ﷺ اُن کی رائے پر بھی عمل فرماتے تھے اکثر اُن سے محبت فرماتے تھے اور آپ ﷺ دنیا سے اِس حالت میں تشریف لے گئے کہ آپ دونوں [81] سے راضی تھے اور لوگ بھی اُن سے

---

[78]۔ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ نے صریح حکم نہیں فرمایا کہ کسے خلیفہ مقرر کریں۔ یہ روایت اُن روایات کے خلاف نہیں ہے کہ جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں۔

[79]۔ المسند للإمام أحمد، ۱/ ۴۱۱۔ أيضاً فضائل الصّحابة للامام أحمد، برقم: ۴۷۷، ۱/ ۴۰۵-۴۰٦ واسناده صحيح

[80]۔ مجمع الزّوائد، كتاب الخلافة، باب الخلفاء الأربعة، برقم: ۸۹۰۷-۵/ ۲۳۰- أيضاً تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر، ۳۰/ ۳۲۹- أيضاً السّنة لعبد الله أحمد، ۳/ ۲۵٦-۲٦۱- أيضاً الرّياض النّضرة، ۱/ ۱۰۹- أيضاً تهذيب الكمال ۲۴/ ۹۲- أيضاً المسند الجامع ۳۱/ ۲۵۵- أيضاً جامع الأحاديث ۳۰/ ۸۸- أيضاً جامع المسانيد والسُّنن لابن كثير ۲۰/ ۳۳٦- أيضاً الاعتقاد، ۱/ ۳۷۵

[81]۔ دونوں سے مراد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

راضی تھے۔ (خثیمة، اللالكائی، أبو الحسن البغدادی، "كتاب الألقاب" للشّیرازی، ابن مندة، ابن عساكر)

۲۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اِس حالت میں گئے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت کا جو حق اِس نماز نے ادا کیا ہے، مجھے اس سے زیادہ کوئی شے پسند نہیں۔ (ابن عساكر)

۳۰۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے وہ اُن کے دادا سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اسی اثناء میں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا کہ حضرت ابو بکر و عمر بھی آئے، ارشاد فرمایا کہ "اے علی! یہ دونوں انبیاء اور رُسُل کے سوا جنّت کے بوڑھوں کے سردار ہیں' پھر جب تک یہ زندہ ہیں مرتے دم تک انہیں میری یہ بات نہ بتانا"، جب حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما وصال فرما گئے تب لوگوں کو میں نے یہ حدیث بیان کی۔ (العُشاری) [82]

---

[82]- المسند للامام أحمد، ۱/ ۸۰- أیضاً فضائل الصّحابة للامام أحمد، برقم: ۹۳، ۱/ ۱۵۲، ۱۵۳ عن الشّعبی عمّن حدّثه عن علیؓ و برقم: ۱۴۱، ۱/ ۱۹۴، ۱۹۵ عن الحسن بن زید به الحسن قال حدّثنی أبی عن أبیه عن علیؓ، و برقم: ۱۹۷، ۱/ ۲۲۶، ۲۲۷، و برقم: ۲۰۲، ۱/ ۲۳۱، ۲۳۲، و برقم: ۲۹۰، ۱/ ۲۹۰، عن عامر الشّعبی عن الحارث عن علیؓ، و برقم: ۴۲۵، ۱/ ۲۶۵، ۲۶۶ جعفر بن محمد عن أبیه، عن جدّه، عن علیؓ- أیضاً سُنن التّرمذی، كتاب المناقب، باب مناقب أبی بكر و عمر رضی الله عنهما الخ، برقم: ۳۶۶۶، ۱۴/ ۴۴۹- أیضاً سُنن ابن ماجة، المقدمة، باب فی فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، برقم: ۹۵، ۱/ ۷۹- أیضاً الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، كتاب أخباره ﷺ عن مناقب الصّحابة الخ، برقم: ۶۸۶۵، ۶/ ۹/ ۲۵- أیضاً المعجم الصّغیر للطّبرانی، ۲/ ۷۷- أیضاً شرحُ السُّنّة، كتاب فضائل الصّحابة،

۳۱۔ حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ [83] حضرت علی (اوسط) سے اور وہ اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) اسی اثنا میں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے، آپ ﷺ نے

باب فی فضل أبی بكر و عمر، برقم: ۳۷۹۰، ۷/ ۱۹۵- أیضاً موارد الظّمآن، كتاب المناقب، باب فیما اشترک فیه أبو بكر و عمر وغیرهما الخ، برقم: ۲۱۹۲، ص۵۳۸- أیضاً تاریخ بغداد، ترجمه (۲۶۸۰) أحمد بن محمد بن سعید، ۵/ ۲۱۸- أیضاً تاریخ مدینة دمشق، ۳۰/ ۱۶۶، عن الحسن بن زید بن حسن عن أبیه عن جده عن علیؓ، وعن الحارث عن علیؓ، و ۳۰/ ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، عن الشّعبی عن الحارث، عن علیؓ و ۳۰/ ۱۷۱، عن الشّعبی عن زید بن یثیغ عن علیؓ، ۳۰/ ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۳۰/ ۱۷۶-۱۷۷، عن الشّعبی عن أبی هریرة وعن الشّعبی عن علیؓ، وقال: والحدیث محفوظ عن علیؓ و ۳۰/ ۷۷، عن زربن حُبیش عن علیؓ و ۳۰/ ۱۷۷-۱۷۸، عن عاصم بن صفرة عن علیؓ، و ۳۰/ ۱۷۸، عن هو من عن علیؓ و ۳۰/ ۱۷۸ عن جابر عن علیؓ- أیضاً كتاب المعجم لابن الأعرابی، برقم: ۲۲۴۵، ۳/ ۱۰۴۳- أیضاً كنز العمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّیخین، برقم: ۳۶۰۹۴- ۱۳/ ۷/ ۵۵- أقول: والحدیث صحیح بمجموع الطّرق، امام احمد بن حنبل نے اِس حدیث کو سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا جس میں یہ نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تک یہ زندہ ہیں انہیں یہ بات نہ بتانا الخ" اور یہ حدیث حضرت جعفر کی بجائے حضرت علی کے پڑپوتے حضرت حسن بن زید سے جو ۱۶۸ھ میں فوت ہوئے وہ اپنے والد زید بن حسن سے جو تقریباً ۱۲۰ھ میں فوت ہوئے وہ اپنے والد امام حسن سے اور امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت علی سے مروی، دیکھئے: فضائل الصّحابة للإمام أحمد برقم: ۱۴۱، ۱/ ۱۹۴-۱۹۵، اور یہی روایت اسی سند اور متن کے ساتھ "مسند امام أحمد" (۱/ ۸۰) میں بھی موجود ہے۔ اور یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے جسے ابن الأعرابی نے "كتاب المعجم" (برقم: ۲۰۸۶، ۳/ ۹۷۹) میں روایت کیا ہے جس میں آخر کے الفاظ نہیں ہیں۔

[83]- حضرت جعفر بن محمد کے والد امام محمد باقر تھے اور امام باقر کے والد امام علی اوسط زین العابدین تھے لہٰذا اگر یوں ہی ہے جیسا کہ کتاب میں ہے تو باپ کی جگہ دادا ہو گا ورنہ ایک نام ساقط ہے۔

مجھے فرمایا ''اے علی! جب معراج کے موقع پر میں ساتویں آسمان پر پہنچا، مجھے جبریل نے کہا اے محمد (ﷺ)! تشریف لایئے' اللہ کی قسم! جو عزّت آپ کو نصیب ہوئی ہے وہ عزّت وبزرگی نہ کسی مقرب فرشتے کو حاصل ہوئی اور نہ کسی نبی مرسَل کو، پھر اللہ تعالی نے مجھ سے کسی چیز کے بارے میں وعدہ فرمایا، جب میں واپس ہوا تو مجھے میرے پیچھے سے حجاب میں آواز دے کر کہا گیا کہ آپ کے بہترین باپ ابراہیم اور آپ کے بہترین بھائی علی ہیں' پھر اُسے نیکی کی وصیت کیجیے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جبریل! کیا یہ خبر قریش کو بتاؤں کہ میں نے اپنے ربّ کی زیارت کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، آپ نے فرمایا پھر تو قریش مجھے جھٹلائیں گے، جبریل امین علیہ السّلام نے کہا کہ ہرگز نہیں! اُن میں ابو بکر ہیں جو اللہ تعالی کے ہاں ''صدیق'' لکھے ہوئے ہیں وہ آپ کی تصدیق کریں گے اور اے محمد (ﷺ)! میری طرف سے عمر کو سلام کہنا۔ (فضائل الصّحابة، البيهقی، ابن الجوزی) [84]

۳۲۔ شعبی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیشک میں اپنے ربّ سے اس بات میں حیا کرتا ہوں کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کسی بات میں مخالفت کروں۔ (العُشاری [85]) [86]

---

84. العلل المتناهية ۱/ ۲۱۷- أيضاً جامع الأحاديث، ۱۸/ ۲۵، ۳۱/ ۱۳۰- أيضاً كنز العمّال، برقم: ۳٦۷۰۲، ۱۳/ ۱۰۲-۱۰۳

85. كنز العمال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فصل فی تفضيلهم، فضل الصّديق رضی اللّٰه عنه، برقم: ۳۵٦۲۹، ٦/ ۱۲/ ۲۲۴ ، ونقله عن العُشاری

86. "فضائل الصّحابة للإمام أحمد" برقم: ۱۲۳، ۱/ ۱۷۷، وهكذا قال عمر لأبی بكر كما فی فضائل الصّديق للعُشاری (ص۴) كما فی تحقيق فضائل الصّحابة لأحمد، ۱/ ۱۷۷

۳۳۔ ابن حجاز سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے [87] پھر آپ نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی: ''وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا'' [88] یعنی اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تیرا باپ اور عائشہ کا باپ (دونوں) میرے بعد لوگوں کے خلیفہ ہوں گے، خبردار! یہ بات کسی کو نہ بتانا۔ (ابن عدی، العُشاری، ابن مردوية، فضائل الصّحابة، أبو نعيم، ابن عساكر) [89]

۳۴۔ ابو صالح حنفی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا، تم دونوں میں سے ایک کے دائیں جانب جبریل اور دوسرے کے دائیں جانب میکائیل اور اسرافیل جیسے عظیم فرشتے ہیں جو جنگ کا معائنہ کرنے کیلئے آئیں ہیں، اُن میں سے ہر ایک فرشتوں کی صف میں ہے۔ (فضائل الصّديق، خيثمة، حلية الأولياء لأبی نعيم) [90]

---

87. اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک اور آیہ کریمہ کے بارے میں فرمایا، چنانچہ نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ حضرت علی نے قرآن مجید کی اس آیت (اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (الأنبياء: ۲۱/ ۱۰۱) ترجمہ: بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں) کے بارے میں فرمایا' میں ان میں سے ہوں اور ابو بکر وعمر وعثمان زبیر وطلحہ وسعد وعبد الرحمٰن ان میں سے ہیں (جمع الجوامع، مُسنَد علیّ بن أبی طالب برقم: ٦۲۰۲-۱۳/ ۱۴۸)

88. التحريم: ٦٦/ ۳- ترجمہ: جب نبی نے اپنی ایک بیوی کو سرگوشی میں ایک بات بتائی

89. جمعِ الجوامع للسّيوطی، برقم: ٦۲۰٦، ۱۳/ ۱۴۸

90. مُسنَد أبی يعلی، مُسنَد علیّ بن أبی طالب رضی اللّٰه عنه برقم: ۳۴۰/ ۸۰، ص۱۰۳- أيضاً المستدرک للحاكم، كتاب معرفة الصّحابة رضی اللّٰه عنهم، برقم: ۴۴۸۷، ۴/ ۱۳- أيضاً السنّة لابن أبی عاصم، باب ماروی عن علیّ رضی

فصل (۶) ششم

تفضیلی شیعوں کو تنبیہ

۱۔ حکم بن جَحل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو بھی مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے‘ اُس پر جھوٹ بولنے کی حد جاری کروں گا۔ (ابن أبی عاصم [91]، فضائل الصّدیق، خثیمة) [92]

اللہ عنہ من تفضیله أبی بکر وعمر الخ، برقم: ۱۲۵۲، ص۲۸۰۔ أیضاً أیضاً المُسنَد للإمام أحمد، ۱/ ۱۴۷، عن أبی عون عن أبی صالح الحنفیّ، عن علیٍّ۔ أیضاً مصنَّف ابن أبی شیبة، کتاب الفضائل، ما ذُکر فی أبی بکرالصّدیق رضی اللہ عنه، برقم: ۳۲۲۶۱، ۱۷/ ۴۴۔ أیضاً کتاب المغازی، برقم: ۳۷۸۱۴، ۲۰/ ۳۰۲۔ أیضاً أطراف المُسنَد المعتلی ۳/ ۴۹۷۔ أیضاً أسد الغابة ۲/ ۱۴۳۔ أیضاً الرّیاض النّضرة، ۱/ ۲۸۔ أیضاً ابن عساکر ۳۰/ ۱۲۹، ۴۴/ ۵۴، ۵۵۔ أیضاً سیرة ابن کثیر ۲/ ۴۲۵، البدایة ۵/ ۱۱۲۔ أیضاً جامع الأحادیث: ۱۹/ ۴۳۰۔ أیضاً المسند الجامع، ۳۱/ ۲۰۹، أیضاً فتح الباری ، کتاب المغازی، باب شهود الملائکة بدراً، برقم: ۳۹۹۵، تحت قوله: ان النّبیّ ﷺ قال یوم بدرٍ: ۹/ ۷/ ۳۹۷۔ أیضاً اتحاف الخیرة المهرة، کتاب المناقب، باب فیما اشترک فیه أبوبکر الصّدیق، برقم: ۸۸۴۱، ۹/ ۲۱۱، ۲۱۲۔ أیضاً مجمع الزّوائد، کتاب المناقب، باب ماورد من الفضل لأبی بکرٍ وعمر وغیرهما الخ، برقم: ۱۴۳۸۴، ۹/ ۲۷-۲۸، وقال: رواه أبویعلی والبزّار وأحمد بنحوه ورجال أحمد والبزّار رجال الصحیح۔ أیضاً البحر الزّخّار، ممّا روی أبوصالح الحنفی عن علیّ، برقم: ۷۲۹، ۲/ ۳۰۳

[91]۔ السّنة لابن أبی عاصم، باب ماروی عن علیّ رضی اللہ عنه من تفضیله أبی بکرٍ وعمر الخ، برقم: ۱۲۵۴، ص۲۸۱

[92]۔ أیضاً الصّارم المسلول، المسئلة الثّانیة فی استنابة الذّمّی الخ، ص۴۰۵

۲۔ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا‘ جو مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے گا‘ اُسے بہتان کی سزا میں دُرے لگاؤں گا اور اُس کی گواہی ساکت ہو جائے گی یعنی قبول نہیں ہو گی۔ (تلخیص المتشابه للخطیب البغدادی) [93]

۳۔ ابن شہاب عبد اللہ بن کثیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے مجھے حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے افضل بتایا اُسے کوڑوں کی سخت سزا دوں گا۔ (ابن عساکر) [94]

۴۔ علقمہ [95] سے روایت ہے کہ ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا‘ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے افضل بتاتے ہیں، اگر میں نے اس سے قبل تنبیہ نہ کی ہوتی تو ضرور اُنہیں سزا دیتا کیونکہ میں پیشگی اطلاع دیئے بغیر سزا دینے کو پسند نہیں کرتا، اب

[93]۔ کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشَّیخَین الخ، برقم: ۳۶۰۹۷، ۱۳/ ۷/ ۶

[94]۔ کنز العمّال، کتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشَّیخَین الخ، برقم: ۳۶۰۹۸۔ ۱۳/ ۷/ ۶۔ ابن عساکر نے "تاریخ مدینة دمشق" (۱۳/ ۱۳۹) میں جابر بن حمید کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ذِکر کی کہ آپ نے فرمایا میں کسی شخص کو نہ پاؤں جو مجھے حضرتِ ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے میں اُس پر جھوٹ باندھنے والے کی حد جاری کروں گا۔ (مُسنَد علی بن أبی طالبٍ، برقم: ۱۱۶۱، ۱/ ۲۰۷)

[95]۔ أیضاً الصّارم المسلول، المسئلة الثّانیة فی استنابة الذّمّی الخ، ص۴۰۵

میرے اِس جگہ کھڑے ہونے کے بعد جو ایسی بات کرے گا وہ بہتان تراش ہے اور اُس کی وہی سزا ہے جو بہتان لگانے والے کی ہے۔ (خثیمة، ابن عساکر[96])۔ [97]

۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل بتاتے ہیں آئندہ جو مجھے اُن سے افضل بتائے گا وہ بہتان باز ہے اُس وہی سزا ملے گی جو بہتان لگانے والے کی ہے۔ (الذھبی) [98]

۶۔ حسن بن کثیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، جس نے کہا کہ آپ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ نہیں! پھر فرمایا کیا تو نے حضرت ابو بکر و عمر کو دیکھا ہے؟ اُس نے کہا نہیں! فرمایا اگر تو کہتا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے تو ضرور تجھے قتل کر دیتا اور اگر تو کہتا کہ میں نے حضرت ابو بکر و عمر کو دیکھا ہے تو ضرور تجھے کوڑوں کی سزا دیتا۔ (العُشاری[99])۔ [100]

96- كنز العمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخين الخ، برقم: ٣٦١٣٨- ١٣/ ٧/ ١١

97- شرحِ أصول اعتقاد أهل السنّة والجماعة، سياق ماروى عن النّبىّ ﷺ من الغُلو فى الحبّ والبُغض الخ، برقم: ٢٦٧٨، ص٦٦٠، عن علقمة

98- تاريخ مدينة دمشق، عبدالله، أبوبكر الصّديق خليفة رسول ﷺ، ٣٠/ ٣٨٢- ٣٨٣، بلفظ عنِ الحكم بنِ سجلٍ عنِ أبيه قال: قال على بن أبى طالب: منْ فضَّلنِى علىٰ أبِى بكْرٍ وعُمرٍ جلدْتُّهم حدَّ المُفْترِى، وعن عبدالرحمن بن أبى ليلى قال: قال علىّ: لا أجِدُ أحداً يُفضِّلنِى علىٰ أبِى بكْرٍ وعُمر إلّا جلدْتُّهُ حدَّ المُفترى

99- كنز العمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخين الخ، برقم: ٣٦١٤٨، ١٣/ ٧/ ١٣

100- اور ابن عساکر نے "تاريخِ مدينة دمشقِ" (۹/ ۱۴۷) میں روایت کیا کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہنے لگا یاخير النّاس بعد رسولِ اللّٰه ﷺ اے رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر! تو آپ نے اُسے فرمایا کیا تو نے حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے؟ کہنے لگا نہیں، آپ نے فرمایا، اگر تو کہتا کہ میں نے اُن دونوں کو دیکھا ہے تو میں تجھے حد لگاتا، پھر فرمایا اِس اُمت میں سب سے بہتر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں، ہم اہل بیت ہیں، ہم پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا (مُسندُ علىّ بن أبى طالبٍ، برقم: ٦٨٤، ١/ ١٢٦، أنس بن مالک عن علىّ)

۷۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کوئی بھی شخص مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل نہ بتائے، ورنہ وہ میرے حق میں اور میرے ساتھیوں کے حق میں انکاری شمار کیا جائے گا۔ (ابن عساکر) [101]

۸۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' جس نے مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما یا نبی کریم ﷺ میں سے کسی سے افضل بتایا تو بیشک اُس نے مہاجر و انصار صحابہ کی رائے کی توہین کی اور نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں میں عیب نکالے۔ (ابن عساکر) [102]

۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل بتایا ضرور اُس پر بہتان بازی کی حد جاری کروں گا۔ (الدّارقطنی) [103]

101- كنز العمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخين الخ، برقم: ٣٦١٣٥- ٧/ ١٣/ ١١

102- تاريخ مدينة دمشق، ٤٤/ ٣٨٧- أيضاً مختصر تاريخ مدينة دمشق ٦/ ٤٥- أيضاً جامع الأحاديث ٣٢/ ١٠٩

103- كنز العمّال، كتاب الفصائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخين الخ، برقم: ٣٦٠٩٧- ١٣/ ٧/ ٦

فصل (۷) ہفتم

شیخین کریمین کو سب وشتم کرنے دینے اور اُن سے بُغض رکھنے کی سزا کے بیان میں

۱۔ سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا جو شخص حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دے گا تو میرے نزدیک اُس کی توبہ کبھی بھی قبول نہیں ہوگی۔ (ابن عساکر) [104]

۲۔ ابن شہاب عبد اللہ بن کثیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ہم سے محبت اور ہماری جماعت سے ہونے کا دعوی کریں گے، مگر وہ اللہ تعالی کے بندوں میں سب سے شریر ہوں گے جو کہ حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں گے۔ (ابن عساکر) [105]

۳۔ حضرت ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ عبد اللہ بن اسود حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی توہین کرتا ہے تو آپ نے اُسے بلوایا، تلوار منگوائی اور اُسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر اُس کے بارے میں سفارش کی گئی تو آپ نے اُسے تنبیہ کی کہ جس شہر میں میں رہوں آئندہ تو وہاں نہیں رہے گا، پھر اُسے ملکِ شام کی طرف جلاوطن کردیا۔ (فضائل الصدّیق للعُشاری [106]، اللالکائی [107])۔ [108]

---

104. فضائل الصّحابة للدارقطنى ۱/۸۵- أيضاً جامع الأحاديث، ۷/۳۲

105. كنز العمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخين الخ، برقم: ۳۶۰۹۸، ۷/۱۳/۶

106. كنز العمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخين الخ، برقم: ۳۶۱۵۱، ۷/۱۳/۱۳

107. [illegible] اصول اعتقاد اهل السنّة، باب جماع فضائل الصّحابة رضى الله عنهم، برقم [illegible]۰۲۳، ص۵۹۱، ۵۹۲

108. حلية الأولياء ۳/۴۷۴- أيضاً لسان الميزان ۲/۴۰- ایک اور روایت میں اسے مدائن کی طرف جلاوطن [illegible] کا ذکر ہے۔ (الصّارم المسلول، المسئلة الثّانية فى استشابة الذّمّى الخ، ص۴۰۴)

۴۔ عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک شخص حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی غیبت کر رہا ہے، تو آپ نے اُسے طلب کیا اور اُس شخص نے آپ کے سامنے اسی طرح حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بُرائی کی کہ شاید حضرت علی مجھ سے خوش ہو جائیں، آپ نے اُسے فرمایا کہ اللہ کی قسم! جس نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، تیرے بارے میں جو خبر مجھے پہنچی ہے اگر آئندہ تجھ سے وہ بات سُنی یا تیرے خلاف آئندہ ایسی گواہی ثابت ہوئی تو تجھے ضرور قتل کروادوں گا۔ (العُشاری [109]، ابن عساکر، الدّارقطنی)

۵۔ سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ میرا گزر اُن لوگوں کے پاس سے ہوا جو حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کا ذِکر کر رہے تھے اور اُن کی توہین اور تنقیص کر رہے تھے، تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُن کا ذِکر کیا، آپ نے فرمایا جو شخص حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کا بھلائی کے سوا ذِکر کرے گا اُس پر اللہ تعالی کی لعنت ہے، وہ دونوں اللہ تعالی کے رسول کے بھائی اور آپ کے وزیر تھے، پھر آپ نے منبر پر بیٹھ کر بہت ہی اثر انگیز خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ قریش کے سرداروں اور مسلمانوں کے دو باپوں کا ذِکر اِس طرح کر رہے ہیں کہ جس سے میں بیزار ہوں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں میں اُس سے بیزار ہوں اور جو کام یہ کرتے ہیں اُس پر انہیں سزا دی جائے گی، اللہ کی قسم! جس نے دانے کو اُگایا جسم میں جان ڈالی اُن دونوں سے وہی محبت کرے گا جو مومن اور متقی ہو گا، اُن دونوں سے وہی بُغض رکھے گا جو فاجر اور فاسق ہو گا، پھر جس نے اُن سے محبت کی بیشک اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اُن سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی

---

109. كنز العمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصحابة، فضل الشّيخين الخ، برقم: ۳۶۱۴۶، ۷/۱۳/۱۳، عن عبيدة السّلمانى

کی اور میں اُس سے بیزار ہوں۔ (ابن عساکر [110] تاریخ أصبهان لابن مندة، الألقاب للشيرازی، خثیمة، اللالکائی، أبوالحسن البغدادی)۔ [111]

۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! جس نے دانے کو اُگایا اور جسم میں جان ڈالی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے وہی محبت کرے گا جو مومن اور فضیلت والا شخص ہو گا اور اُن سے وہی بُغض رکھے گا جو بد بخت اور دین سے نکلنے والا ہو گا، اُن دونوں کی محبت اللہ تعالی کے قُرب کا ذریعہ ہے اور اُن دونوں کی دشمنی اسلام سے خارج ہونے کا سبب ہے اور اگر کسی شخص کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ اُن دونوں سے کینہ رکھتا ہے تو ضرور میں اُس پر بہتان باندھنے والے کی حد جاری کروں گا۔ (أبوذر الهروی، الدّار قطنی)

۷۔ ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو جحیفہ! کسی مومن کے دل میں میری محبت اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی دشمنی جمع نہیں ہو گی۔ (أبوذر الهروی، الدّار قطنی) [112]

۸۔ سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آپ کی خلافت کے زمانے میں عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! میرا گزر اُن لوگوں کے پاس سے ہوا جو گستاخی کے انداز میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کر رہے تھے، تو آپ منبر پر بیٹھے، ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم! جس نے دانے کو اُگایا جسم میں جان

---

[110]- تاریخ مدينة دمشق، عبدالله ويقال عتيق بن عثمان، أبوبكر الصّدّيق خليفة رسول الله ﷺ، ۳۰/ ۳۸۳- ۳۸۴- ۳۸۵

[111]- كنز العمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخَين الخ، برقم: ۳۶۱۴۰، ۷/ ۱۳/ ۱۱، ۱۲

[112]- كنزالعمّال، كتاب الفضائل، فضائل الصّحابة، فضل الشّيخَين الخ، برقم: ۳۶۱۳۶، ۷/ ۱۳/ ۱۱

ڈالی، حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے وہی محبت رکھے گا جو مومن اور فضیلت والا ہو گا اور اُن سے وہی بُغض رکھے جو بد بخت اور دین سے نکلنے والا ہو گا، ان دونوں کی محبت اللہ تعالی کے قُرب کا ذریعہ اور ان دونوں کی دشمنی اسلام سے نکلنے کا سبب ہے، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دو بھائیوں اور آپ کے دو وزیروں اور قریش کے دو سرداروں اور مسلمانوں کے دو باپوں کا بُرائی کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں اور میں اُن کی اس گُستاخی سے بیزار ہوں، ایسے شخص کو سزا دی جائے گی۔ (الحلية لأبی نعيم) [113]

۹۔ ہمدانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے علی! کیا تجھے ایسا کام نہ بتاؤں، اگر تم اُسے سر انجام دو تو اہل جنّت سے ہو جاؤ، بیشک تم اہل جنّت سے ہی ہو، میرے بعد عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کو "رافضی" کہا جائے گا، اگر اُنہیں پاؤ تو قتل کر دینا، اس لئے کہ وہ مشرک ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، عنقریب ہمارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ہماری محبت میں غُلو کریں گے، ہماری محبت میں غُلو کی وجہ سے دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے جانور بدک کر بھاگتا ہے کیونکہ وہ صحابہ کرام کو سبّ و شتم کریں گے۔ (اللالکائی [114])

۱۰۔ ابو اراکہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جنہیں "رافضی" کہا جائے گا وہ اسلام سے نکل جائیں گے 'بظاہر اپنے آپ کو ہماری مُحب جماعت کہلائیں گے مگر وہ ہماری جماعت سے نہیں ہیں، اُن کی ایک

---

[113]- انظر، رقم: ۵

[114]- شرح أصول اعتقاد أهل السنّة والجماعة، باب جماع فضائل الصّحابة رضى الله عنهم، سياق ماروى فى مخازى الرّوافض الخ، برقم: ۲۸۰۷، ص۶۹۰، عن أبى سليمان الهمدانى عن علىّ

نشانی یہ ہے کہ وہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سبّ وشتم کریں گے، اُن کو جہاں بھی پاؤ قتل کر دینا، اس لئے یہ مشرک ہیں۔(اللالکائی [115])

۱۱۔ ہمدانی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد لوگ پیدا ہوں گے جو زبان کے گندے اور گالیاں دینے والے ہونگے، اُنہیں "رافضی" کہا جائے گا، اگر اُن کو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہیں، میں نے عرض کی اے اللہ کے پیارے نبی! اُن کی کوئی نشانی بیان فرمایئے، ارشاد فرمایا کہ تیری محبت میں حد سے گزر جائیں گے اور میرے صحابہ کو بُرا بھلا کہیں گے اور اُنہیں گالیاں دیں گے۔(السنّه لابن أبی عاصم [116]، ابن شاهين)۔ [117]

۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تجھے جنّت میں داخل ہونے کی خواہش اور خوشی ہے تو (پھر ایک کام

---

[115]۔ شرح أصول اعتقاد أهل السّنّة والجماعة، باب جماع فضائل الصّحابة رضی الله عنهم، سياق ماروی فی مخازی الرّوافض الخ، برقم: ۲۸۰۳، ص ۶۸۸

[116]۔ السّنّة لابن أبی عاصم، باب فی ذِكر الرّافضة أذلّهم اللّٰه، برقم: ۱۰۱۴، ص ۲۳۴، ۵۳۲

[117]۔ بعض الروایات میں روافض کی ایک خصلت مزید بیان کی گئی ہے کہ وہ نہ نماز جمعہ میں حاضر ہوں گے' نہ جماعت سے نماز پڑھیں گے اور وہ اسلاف پر طعن کریں گے دیکھئے (المعجم الأوسط ۳۵۵/۶، و تاريخ بغداد ۳۵۸/۱۲، و مجمع الزّوائد، كتاب المناقب، باب ماجاء فی حق الصّحابة الخ، برقم: ۱۶۴۳۱- ۹/ ۵۵۴، و فردوس الأخبار للدّيلمی، برقم: ۸۳۱۰، ۲/ ۴۸۲، و الرّياض النّضرة ۳۶۴/۱) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آخری زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جنہیں "رافضی" کہا جائے گا اور وہ اسلام سے نکلے ہوئے ہوں گے (البحر الزّخّار، مُسند علیّ بن أبی طالب، عن الحسن بن علیّ بن علیّ، برقم: ۵۴۹، ۲/ ۱۳۸- ۱۳۹، وقال: وهذا الحديث لا نعلم له إسناداً إلا هذا الإسناد)

کر) ایک قوم پیدا ہوگی جو تیری محبت میں حد سے گزر جائے گی، وہ لوگ قرآن کریم پڑھیں گے جو اُن کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترے گا یعنی اُن کے دلوں میں اس کا کوئی اثر نہ ہوگا، جو زبان کے گندے اور گالیاں دینے والے ہونگے اُنہیں "رافضی" کہا جائے گا، اگر اُنہیں پاؤ تو اُن کے خلاف جہاد کرنا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔(ابن بشران، اللكُنى للحاكم)

۱۳۔ ہمدانی کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زبان کے گندے، گالیاں دینے والے ہوں گے، انہیں "رافضی" کہا جائے گا اگر انہیں پاؤ تو قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔(ابن شاهين)

۱۴۔ شعبی کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علی! تم اور تمہاری تلوار جنّت میں ہے، عنقریب میرے بعد ایک قوم پیدا ہوگی جو زبان گندے اور گالیاں دینے والے ہونگے جنہیں "رافضی" کہا جائے گا جب اُنہیں پاؤ تو اُنہیں قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔(الحلية لأبی نُعيم، الخطيب، ابن الجوزی)

۱۵۔ ابراہیم بن حسن بن علی اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری اُمت میں آخری زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی جنہیں "رافضی" کہا جائے گا جو اسلام کو چھوڑ دیں گے"۔(الهروی)

۱۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "میرے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جن کی زبان پر گالی ہوگی، تیرے بارے میں غلو کریں گے اور سلف صالحین میں عیب نکالیں گے"۔(الدّارقطنی)

نوٹ:

"فتوحاتِ مکیہ" کے تہترویں (۷۳) باب میں "رجالُ اللہ" کا ذکر جنہیں "رجبی" کہتے تھے کیونکہ وہ مقام اور وہ حال صرف رجب کے مہینے میں حاصل ہوتا تھا' اُس کے بعد اُن کی وہ حالت ختم ہو جاتی تھی' کتاب کے مصنّف نے بتایا ہے کہ میری اُن میں صرف ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی کہ جس پر اسی مہینے میں کشف ہوتا تھا اور اُسے "رافضی" کے بارے میں کشف ہوتا تھا "رافضی" اُسے خنزیر کی صورت سے نظر آتے تھے' پھر اُس کے پاس ایسا شخص آتا تھا جو اپنا مذہب چھپاتا تو اُس کے سامنے آتے ہی وہ اُسے خنزیر نظر آتا تھا اور اِس لئے اُسے کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تائب ہو جا کیونکہ تو بدبخت رافضی ہے جس پر تعلق رکھنے والے اُس شخص کو تعجب ہوتا، اگر وہ شخص واقعی حقیقی طور پر تائب ہو جاتا تو اُس صاحب حال شخص کو انسان نظر آتا اور اگر صرف زبانی توبہ کرتا تو اُسی طرح سؤر کی صورت میں نظر آتا تو پھر اُس شخص سے کہتا کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو جھوٹ بولتا ہے اور اگر ایسا شخص واقعی حقیقی طور پر تائب ہو جاتا تو وہ اُسے بتاتا تھا کہ تو اپنی توبہ میں سچا ہے، ایسا معاملہ شافعی المذہب دو اشخاص کے ساتھ بھی پیش آیا جو سچے مسلمان تھے اور اُن میں ہرگز شیعیت کی کوئی علامت ظاہر نہ تھی' نہ ہی اُن کا گھرانہ رافضی معروف تھا' البتہ یہ دونوں عقلی اعتبار سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو درجے میں کم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو درجے میں زیادہ سمجھتے تھے اور اپنی یہ رائے کسی پر ظاہر نہ کرتے تھے یعنی اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان مخفی تھا، خیر جب یہ دونوں اُسی صاحب کشف شخص کی مجلس میں آئے تو اُس نے اِنہیں اپنی مجلس سے نکال دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُس پر اُن کی باطنی حالت ظاہر فرمادی اور وہ اُسے سؤر کی شکل میں نظر آئے جو روافض کی نشانی ہے اور اُن کا خیال یہ تھا کہ اُن کی باطنی حالت کو دنیاوالوں میں سے کوئی بھی

نہیں جانتا اور یہ اہلِ سنّت وجماعت کے ہاں عادل یعنی سچے مسلمان مشہور ہیں، اِس لئے اُسی صاحب کشف شخص سے اس کا سبب دریافت کیا، جس پر اُس نے جواب دیا کہ تم دونوں مجھے سؤر نظر آرہے ہو اور ایک نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے روافض کے واسطے مقرر فرمائی ہے' اِس لئے تم دونوں توبہ کرو، تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ اب تم دونوں اپنا یہ مذہب مٹادو کیونکہ تم مجھے انسان نظر آرہے ہو' پھر اُنہیں تعجب ہوا اور انہوں نے اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ میں توبہ کی۔

فصل (۸) ہشتم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف جو اُن کے افضل ہونے کے حق میں اچھی گواہی ہے

رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی حضرت اُسید بن صفوان [118] رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ہر طرف غم چھا گیا، پورے مدینہ شریف کی فضا سوگوار ہوگئی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال باکمال کے وقت رنج وغم کی فضا قائم ہوئی تھی، دیکھتے ہی دیکھتے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ جلدی جلدی روتے ہوئے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھتے ہوئے پہنچے، فرمانے لگے کہ آج نبوت کے طریقے کے مطابق چلنے والی خلافت ختم ہوگئی یہاں تک کہ اُس گھر کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے جہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جسد مبارک کو کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا، پھر فرمانے لگے اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، تم اسلام

118۔ ابن عساکر نے لکھاہے کہ کانت لہ صحبۃ لرسول اللہ ﷺ وکان قد أدرک النبیّ ﷺ، (۴۳۸/۳۰)

میں سب سے اول، ایمان میں سب سے مخلص، یقین میں سب سے مضبوط، ایمان کی دولت میں سب سے غنی، خدمتِ اسلام میں سب سے پیش پیش، رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں سب سے مستحکم، ساتھیوں کی سلامتی کیلئے امین، صحبتِ رسول اللہ ﷺ میں سب سے زیادہ بہتر اور کامل، عزّت و مرتبے میں سب سے افضل، سبقتیں حاصل کرنے میں سب سے آگے 'بلند درجوں والے، رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب، آپ ﷺ کی سیرت اور سنّت کی زیادہ سے زیادہ پیروی کرنے والے، آپ ﷺ کے اچھے اخلاق پر چلنے والے، عظیم الشّان درجات کے صاحب، بڑے مان و مرتبہ والے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سب سے زیادہ بھروسے اور یقین والے تھے، پھر اللہ تعالی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے، آپ نے اُس وقت رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی جب لوگوں نے آپ کو جُھٹلایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو "صدیق" کا لقب عطا فرمایا، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بھی آپ کی شان بیان فرمائی ہے "وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ" یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ "وَصَدَّقَ بِهٖ" یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، آپ نے اُس وقت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی جب لوگوں نے اِس راہ پر چلنے میں بُخل کیا، آپ نے اُس وقت حضور ﷺ کا ساتھ دیا جب دوسروں نے سُستی کی، آپ نے مشکل حالات میں اُن کی صحبت کو پسند کیا اور صحبت بھی ایسی عظیم الشّان کہ جس کے بارے میں اللہ تعالی خود ارشاد فرماتا ہے "ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ" یعنی اللہ تعالی کے رسول کے دوسرے آپ تھے، بیشک آپ ہجرت اور دیگر مواقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جب لوگ مرتد یعنی اسلام سے برگشتہ ہوئے تو اُس وقت آپ نے اسلام میں خلافت کا شاندار نظام قائم فرمایا، آپ نے اللہ تعالی کے دین کو بہترین انداز میں قائم فرمایا یہاں تک کہ اس سے قبل کسی نبی کے کسی بھی خلیفہ نے ایسا نظام قائم نہیں کیا، آپ نے رسول

اللہ ﷺ کے صحابہ کو اُس وقت قوت بخشی جب وہ کمزور تھے، آپ نے اُس وقت اُن کی دلجوئی فرمائی جب وہ ہمت ہار چکے تھے، آپ نے اُس وقت اُنہیں چست بنایا جب وہ سُست ہو چکے تھے، آپ نے رسول اللہ کی نہج یعنی نظام کو قائم کیا، آپ ایسے خلیفہ تھے کہ جن کے خلاف منافقین کا جھگڑا، حاسدوں کا حسد و طعن، فاسقوں کا فتنہ اور کافروں کی دشمنی کامیاب نہ ہو سکی، بیشک آپ نے اُس وقت خلافت کی بنیاد رکھی اور اُسے کامیابی کے ساتھ چلایا جب دشمنانِ دین ناکام ہو چکے، آپ نے اللہ کے نور کو اُس وقت پھیلایا جب دشمن اُسے بجھانے کی کوشش میں تھے یہاں تک کہ وہ آپ کی اطاعت پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے ہدایت کی راہ لی، آپ آواز میں کمزور مگر قوت میں مضبوط اور سربلند تھے، کم گو مگر درست بات کرنے والے تھے، یقین میں زیادہ مستحکم تھے، دلی طور پر سب سے بہادر، عقلی طور پر سب سے زیادہ دانا، معاملہ فہمی میں سب سے زیادہ ہوشیار تھے، اللہ کی قسم! آپ اُس وقت بھی سردار تھے جب لوگوں نے اسلام کو قبول کیا، مومنوں کے لئے رحم دل باپ تھے جبکہ وہ آپ کے لئے کُنبے کے افراد کی طرح تھے، نبی کریم ﷺ بظاہر جدا ہو کر تشریف لے گئے آپ نے اُن کے ضُعف کی وجہ سے اُن کا بوجھ اُٹھایا، جو شے وہ ضائع کر چکے تھے آپ نے وہ انہیں واپس عطا کی، جس کام میں انہوں نے آپ کی اطاعت کی، اُس میں آپ نے اُن کی حفاظت کی، جہالت کے اندھیرے میں آپ نے انہیں علم کی روشنی عطا کی' جب وہ ذلیل ہونے لگے تو آپ نے اُن کی عزّت بحال کی، آپ نے انہیں پستی سے بلندی عطا کی، جب انہوں نے آہ وزاری کی تو آپ نے صبر سے کام لیا، جس چیز کے نشانوں کو وہ طلب کر رہے تھے آپ نے انہیں دلوا دیئے، انہیں آپ کی درست رائے کی وجہ سے ہدایت نصیب ہوئی اِس لئے وہ کامیاب ہو گئے، پھر آپ کی وجہ سے انہوں نے وہ چیزیں حاصل کیں جن کا انہیں گمان بھی نہ تھا، کافروں کے لئے آپ اوپر سے برسنے والا عذاب اور آگ کا ذرّہ تھے، مومنوں کیلئے رحمت، اُنس اور مضبوط قلعہ تھے، اللہ کی قسم! آپ نے شاندار کامیابیاں

حاصل کیں، آپ نے سب فضیلتیں اور سبقتیں لے لیں، آپ کی حجت اور دلیل کو کوئی ردّ نہ کرسکا، آپ کے دل میں کوئی کجی نہ تھی، آپ نے کبھی بزدلی کا اظہار نہیں کیا جیسے کہ آپ ایک پہاڑ تھے جسے طوفانوں اور ہواؤں کے جھکڑ بھی ہلا نہ سکے، آپ ایسے ہی تھے جیسے رسول اللہ ﷺ آپ کی شان میں فرمایا، آپ کی صحبت میں لوگوں کو امن نصیب ہوا، آپ احسان فرمانے والے تھے، نیز آپ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے آپ جسمانی طور پر ضعیف اور اللہ عزّوجلّ کے معاملے میں طاقتور تھے' اپنے نفس میں عاجز اور اللہ تعالی کے ہاں عظیم الشّان تھے، مومنوں کی نظروں میں معزز اور اُن کے دلوں میں بڑے تھے، نہ آپ میں کوئی عیب تھا، نہ آپ کی کسی نے چغلی کھائی، نہ آپ میں کسی کی طمع تھی، آپ اللہ تعالی کی حدوں میں رعایت کرنے والے تھے، ضعیف اور ذلیل آپ کے نزدیک طاقتور تھا، یہاں تک کہ آپ اُسے اُس کا حق دلاتے تھے اور طاقتور آدمی آپ کے ہاں ضعیف اور ذلیل تھا، یہاں تک کہ اُسے اُس کا حق دلاتے تھے اور طاقتور آدمی آپ کے نزدیک ضعیف اور ذلیل تھا، یہاں تک کہ اُس سے حق لے لیتے تھے، قریب اور بعید آپ کے نزدیک برابر تھا، آپ کے نزدیک لوگوں میں سب سے قریب وہ تھا جو اللہ عزّوجلّ کا فرمانبردار اور اُس سے زیادہ ڈرنے والا تھا، آپ کی شان حق، سچائی اور نرمی تھی، آپ کا قول حکم کی حیثیت رکھتا تھا، آپ کا حکم قطعی تھا، آپ کی رائے علم اور پختگی میں عزم کی حیثیت رکھتی تھی جس پر آپ عمل کرکے دکھاتے تھے، یہاں تک کہ مشکل اوقات میں راستہ واضح ہو جاتا تھا مشکل کام آسان ہو جاتا تھا، آپ نے (فتنے اور فساد کی) آگ کو بجھا دیا، آپ کی وجہ سے اسلام کو استحکام نصیب ہوا، ایمان مضبوط ہوا، آپ نے اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ دلایا، اللہ تعالی کے حکم کو غالب کیا اگرچہ کافروں کو یہ بات پسند نہیں ہے، آپ نے انہیں شکست دے کر زبردست سبقت حاصل کی اور اسلام کی راہ میں آپ نے بڑی مصیبتیں برداشت کیں، آپ نے خیر سے کامیابی حاصل کی، آپ اللہ تعالی کے خوف سے

بہت ڈرتے تھے، آپ کی گریہ زاری نے آپ کی عظمت کو بلند کیا، آپ کی وفات نے لوگوں کو دُکھی کر دیا، پس بیشک ہم اللہ کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، بیشک ہم اللہ تعالی سے اُس کی تقدیر پر راضی ہیں اور اُس کا معاملہ اُسی کے حوالے کرتے ہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے وصال سے بڑی کوئی مصیبت مسلمانوں نے نہیں دیکھی، آپ اسلام کو شان وشوکت دلانے والے تھے، اُس کے لئے جاءِ پناہ اور غار تھے، مسلمانوں کیلئے مضبوط قلعہ اور مددگار تھے، منافقوں پر سخت اور بھاری تھے، پس اللہ تعالی آپ کو اپنے نبی سے ملائے اور ہمیں آپ کے اَجر سے محروم نہ فرمائے آپ کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے، پس بیشک ہم اللہ کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (الشّاشی، طبقات أهل موصل للزّكريا، فضائل أبی بكر لأبی الحسن علی بن اسحاق البغدادی، الأماليه، محاملی، ابن منده، المعرفة لأبی نعيم، السنّة للالكائی (119)، المتفق للخطيب، ابن عساكر (120))۔ (121) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال پر بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایسے ہی کلمات ہیں۔

---

[119]۔ شرح اعتقاد أهل السنّة، باب جماع فضائل الصّحابة رضی اللّٰه عنه، برقم: ۲۴۵۷، ص۶۱۰، ۶۱۱۔ أيضاً السنّة للخلال، باب وفات أبی بكرٍ، مرثية علیّ بن أبی طالبٍ برقم: ۳۵۰، ۱/ ۲۶۶

[120]۔ تاريخ مدينة دمشق، عبداللّٰه، أبوبكر الصّديق خليفة رسول اللّٰه ﷺ، ۳۰، ۴۴/ ۴۴۱، ۴۴۲

[121]۔ كشف الأستار، مناقب أبی بكر الصّديق رضی اللّٰه عنه، برقم: ۲۴۸۹، ۳/ ۱۶۵۔ أيضاً مجمع الزوائد، كتاب المناقب، باب جامعٍ فی فضله، برقم: ۱۴۳۳۵/ ۹، ۱۳۔ ۱۴۔ أيضاً مختصر زوائد مُسنَد البزّار، كتاب مناقب

ابن ملیکہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کو تختے پر رکھا گیا تو لوگ وہاں جمع ہوئے اور آپ کو کندھا دینے سے قبل آپ کے حق میں دعائیں مانگنے لگے، میں بھی اُن میں شامل تھا، پیچھے سے ایک شخص نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا، منہ پھیرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے آپ کے حق میں دعائے رحمت کی اور کہا کہ آپ نیکی کے کسی بھی کام میں پیچھے نہ تھے، میری تمنا ہے کہ اسلامی خدمات کے سلسلے میں جو کام آپ نے کئے ہیں میں بھی ایسے کام کروں، اللہ کی قسم! مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالی آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (یعنی نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ رکھے گا، آپ کی عظمت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا تھا کہ میں گیا اور ابو بکر و عمر گئے رضی اللہ عنہما۔ (122) انہی سے مروی ہے کہ نبی

الصّحابة، برقم: ۱۸۷۳، ۲/ ۲۸۵، مختصراً۔ أيضاً مختصر كتاب الموافقة بين أهل البيت والصّحابة، باب من قول علىّ فى أبى بكر بعد وفاته ص۴۹۔ أيضاً الأحاديث المختارة، مُسنَد علىّ بن أبى طالب، أسيد بن صفوان عن علىّ رضى الله عنه، برقم: ۳۹۷، ۱/ ۲/ ۱۱- ۱۳، و برقم: ۳۹۸، ۱/ ۲/ ۱۴-۱۷، و برقم: ۳۹۹، ۱/ ۲/ ۱۷-۱۸، مختصراً۔ أيضاً لسان العرب، حرف الباء الموحدة، فصل العين المهملة، ۱/ ۵۷۳۔ أيضاً كشف الخفاء، حرف العين، باب العين مع الباء، برقم: ۵۹۶، ۳/ ۱۵۳

122 - صحيح البخارى، كتاب فضائل أصحاب النّبىّ ﷺ، باب قول النّبىّ ﷺ: "لو كنتُ متّخذاً خَليْلاً" برقم: ۳۶۷۷، ۲/ ۴۵۷، و باب مناقب عمر الخ، برقم: ۳۶۸۵، ۲/ ۴۵۹۔ أيضاً صحيح مسلم، كتاب فضائل الصّحابة رضى الله عنهم، باب من فضائل عمر رضى الله عنه، برقم: ۶۲۶۳/ ۱۴- (۲۳۸۹)، ص ۱۱۶۴- أيضاً سُنن ابن ماجة، المقدمة، باب فى فضائل أصحاب رسول الله ﷺ برقم: ۹۸، ۱/ ۸۰۔ أيضاً السُّنن الكُبرى للنّسائى، كتاب المناقب، فضل أبى بكر وعمر رضى

ﷺ نے فرمایا، انبیاء کرام کے بعد ابو بکر سے افضل شخص پر نہ سورج طلوع ہوا ہے نہ غروب۔ (123)

ضمیمہ: حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں چند حدیثیں

۱۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "انبیاء علیہم السلام کے بعد ابو بکر اور عمر سے افضل کسی شخص پر نہ سورج طلوع ہوا ہے، نہ غروب" ایک روایت میں ہے کہ "انبیاء ورُسل کے بعد ابو بکر اور عمر سے زیادہ افضل کسی

الله عنهما، برقم: ۸۰۶۱، ۷/ ۲۹۸۔ أيضاً المسند للإمام أحمد، ۱/ ۱۲۲۔ أيضاً فضائل الصّحابة للإمام أحمد، فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضى الله عنه، برقم: ۳۲۷، ۱/ ۳۱۴، ۳۱۵۔ أيضاً المستدرک للحاكم، كتاب معرفة الصّحابة، فضيلة الشّيخين من لسان علىّ رضى الله عنه، برقم: ۴۴۸۴، ۴/ ۱۲-۱۳، وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشّيخين لم يخرجاه۔ أيضاً المعجم الأوسط، من اسمه محمد، برقم: ۷۳۰۶، ۵/ ۲۷۳۔ أيضاً مُسند البزّار، ۲/ ۱۰۲۔ أيضاً تاريخ بغداد ۹/ ۱۸۳۔ أيضاً المجروحين لابن حبان، ۱/ ۱۲۷۔ أيضاً العلل المتناهية لابن الجوزى، ۱/ ۱۸۷۔ أيضاً تاريخ المدينة لابن شبة، ۳/ ۹۴۱۔ أيضاً مشكاة المصابيح كتاب المناقب، باب مناقب أبى بكر و عمر رضى الله عنهما، الفصل الأول، برقم: ۶۰۵۷، ۳-۴/ ۴۲۲۔ أيضاًمجمع الزّوائد، كتاب مناقب، باب جامع فضله، برقم: ۱۴۳۱۳، ۹/ ۸، وقال رواه الطبرانى فى "الأوسط" وفى اسناده إسماعيل بن يحى التيمى وهو كذاب۔ أيضاً فضائل أبى بكر الصّديق، ص ۴، كما فى تعليق فضائل الصحابة للامام أحمد۔ أيضاً الصواعق المحرّقة، الباب الثّالث، الفصل الثّانى فى ذكر فضائل أبى بكر الخ، الحديث السّابع عشر، ص ۶۸ وقال: له شواهد من وجوهٍ آخر نقضى له بالصّحة أو الحسن، قد أشار ابن كثير إلى الحكم بصحته

123 - اتحافُ الخِيَرة المَهْرة، كتاب المناقب، فضائل أبى بكر الصّديق رضى الله تعالى عنه، برقم: ۸۸۱۳، ۹/ ۲۰۰

شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا ہے“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا ”اللہ کی قسم! آپ سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا ہے۔ (مُسند عبد بن حمید [124]، أبو نعیم، الطبرانی، ابن کثیر نے اِس حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا ہے)۔

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو الدّرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آگے چل رہے ہیں، ارشاد فرمایا کہ ”کیا اُس شخص کے آگے چل رہے ہو تم میں جس سے افضل شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا ہے“ اُس کے بعد حضرت ابو الدّرداء ہمیشہ حضرت ابو بکر کے پیچھے چلتے تھے۔ (الحاکم، ابن عساکر) [125]

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”انبیاء ورُسُل میں سے کسی کو بھی ابو بکر سے افضل کوئی ساتھی نصیب نہیں ہوا، یہاں تک

124- المنتخب من مُسنَد عبد بن حُمَید، مُسنَد أبی الدّرداء، برقم: ٢١٢، ص١٠١

125- المعجم الأوسط، من اسمه محمد، برقم: ٧٣٠٦، ٥/ ٢٧٣ وقال: لم یرو هذا الحدیث عن ابن جریج عن عطاء عن جابر اِلا اِسماعیل بن یحی، تفرّد المقرئ، وراه غیره عن ابن جریج، عن عطاء، عن أبی الدّرداء۔ أیضاً فضائل الصّحابة للاِمام أحمد، برقم: ١٣٥، ١/ ١٨٧، ١٨٨، و برقم: ١٣٧، ١/ ١٨٩، ١٩٠، عن عطاء، عن أبی الدّرداء رضی اللّٰه عنه۔ أیضاً فضائل الخلفاء الأربعة لأبی نعیم برقم: ٩، ١٠، ص٢١، وقال: رواه الطبرانی وفیه بقیة، وهو مُدلّس، وبقیة رجاله وثقوا، أیضاً الرّوض الأنیق فی فضل الصّدیق برقم: ٢٠، ص٨٣- أیضاً کنز العمّال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصّحابة، فصل فی تفضیلهم فضل الصّدیق رضی اللّٰه عنه، برقم: ٣٥٦٢٦، ٦/ ١٢/ ٢٢٤ عن السّراج۔ أیضاً مجمع الزّوائد، کتاب المناقب، باب جامع فی فضله، برقم: ١٤٣١٣، ٩/ ٨، وقال: رواه الطبرانی فی الأوسط، وفیه اِسماعیل بن یحیی التّیمی وهو کذاب و برقم: ١٤٣١٤، ٥/ ٨، عن أبی الدّرداء

کہ سورۂ یٰس میں بیان ہونے والے جن انبیاء اکرام کے جس شہید ساتھی کا ذکر ہے، وہ بھی ابو بکر سے افضل نہ تھا۔ (الحاکم، ابن عساکر) [126]

۴۔ حضرت اسعد بن زُرارہ حضور ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”بیشک روح القدس جبریل امین نے مجھے خبر دی کہ آپ کی اُمت میں آپ کے بعد افضل ابو بکر ہیں“۔ (الطبرانی) [127]

۵۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”انبیاء کے سوا ابو بکر لوگوں میں سب سے بہتر ہیں“۔ (الطبرانی، ابن عدی)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”نبیوں اور رسولوں کے سوا زمین وآسمان کی اگلی اور پچھلی مخلوق میں سب سے افضل ابو بکر ہیں“۔ (الحاکم، ابن عدی فی ”الکامل“ [128])۔ [129]

126- الصّواعق المحرقة، الباب الثّالث، الفصل الثّانی فی ذکر فضائل أبی بکرٍ الخ، ص٤٠، بلفظ: أنّ النّبیّ ﷺ قَالَ: مَاصَحِبَ ۔۔ الخ

127- المعجم الأوسط، من اسمه محمد، برقم: ٦٤٤٨، ٥/ ١٨-أیضاً مجمع البحرین، کتاب المناقب، باب مناقب أبی بکر الصّدیق، برقم: ٣٦٠٢، ٣/ ٣٤٥- أیضاً مجمع الزّوائد، کتاب المناقب، باب جامع فی فضله، برقم ١٤٣١٦، ٩/ ٩، و قال:لایروی هذا الحدیث عن أسعد بن زرارة اِلا بهذا الإسناد، تفرّد به هارون الفروی

128- الکامل لابن عدی، برقم: ٣٦٨، ٢/ ١٨٠

129- العلل المتناهیة لابن الجوزی، باب فضل أبی بکر وعمر رضی اللّٰه عنهما برقم: ٣١١- أیضاً میزان الإعتدال للذّهبی، برقم: ١٤٣٧- أیضاً لسان المیزان برقم: ٣٧٩، اور امام دیلمی نے اِسے ان الفاظ سے روایت کیا کہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”ابو بکر اور عمر آسمان دوزمین والوں میں بہترین اور قیامت تک باقی رہنے والوں سے بھی بہتر ہیں“ (الفردوس بمأثور الخطاب برقم: ١٧٨٠- أیضاً الصّواعق المحرقة، الباب الثّالث،

۷۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میرے بعد میری اُمت میں سب سے بہتر ابو بکر اور عمر ہیں"۔ (ابن عساکر، أبو العطوف، ابن الجوزی، العینی، الهروی)

۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ کیا "تم نے ابو بکر کی شان میں کوئی شعر کہا ہے"؟ انہوں نے عرض کی، ہاں، ارشاد فرمایا کہ "مجھے وہ شعر سناؤ" پھر حضرت حسان نے یہ شعر پڑھے! (وَثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَقَدْ .... طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذَا صَعَّدَا الْجَبَلَا .... وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ كُلُّهُمْ .... مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ مَثَلَا یعنی، "آپ مبارک غار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں، جب کافر اس پہاڑی پر چڑھ کر غار کے چاروں طرف چکر لگا رہے تھے اس میں ابو بکر اللہ کے رسول کے محبوب ہیں، یہ بات لوگوں نے خلق خدا کی زبانی سُنی ہے آپ کے مقابلے کا کوئی شخص پیدا ہوا ہی نہیں ہے"۔
اس پر رسول اللہ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے مبارک دانت ظاہر ہو گئے اور فرمایا "اے حسان! تم نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا ہے"۔ (ابن عدی [130]، ابن عساکر [131]، ابن سعد [132])۔ [133]

الفصل الثّالث، البحث الحادی والسّبعون، ص٧٦، قال: أخرجه الحاكم فی "الكُنٰی" و ابن عدی فی "الكامل" و الخطيب فی "تاريخه" عن أبی هريرة

130۔ الكامل لابن عدی، باب من اسمه الجراح برقم: ٣٥٠

131۔ تاريخ مدينة دمشق، أبوبكر الصّديق خليفة رسول الله ﷺ ٣٠/ ٩٠-٩١

132۔ الطبقات الكبرى لابن سعد، ٣/ ١٧٤

133۔ المستدرک للحاكم، كتاب معرفة الصّحابة رضی الله عنهم، استنشاده ﷺ فی مدح الصّديق، برقم: ٤٤٦٩، ٤/ ٧ وفيه "وَثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَقَدْ.... طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذَا صَاعَدَ الْجَبَلَا .... وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَدْ عَلِمُوْا .... مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ

۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی حیات ظاہری میں کہا کرتے تھے کہ حضور کے بعد کی اُمّت میں سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر، پھر عثمان رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا (کہ ہم اس طرح کہتے ہیں) مگر آپ نے اس کا انکار نہ فرمایا۔ (الطّبرانی [134])۔ [135]

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اِس اُمّت میں اس کے نبی کے بعد سب سے افضل ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (ابن عساکر)

۱۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہم کہتے تھے کہ سب سے افضل ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان پھر علی ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (ابن عساکر) [136]

عَدَلاً، فتبسم رسول الله ﷺ۔ أيضاً الرّوض الأنيق فی فضل الصّديق رضی الله عنه للسّيوطی، برقم: ٤٠، ص٩٢

134۔ المعجم الكبير للطّبرانی، سالم عن ابن عمر، برقم: ١٣١٣٢، ١٢/ ٢٢١

135۔ مُسنَد أبی يعلی، مُسنَد عبدالله بن عمر، برقم: ٥٥٩٤/ ١٨٥، ص١٠٠٩۔ أيضاً مجمع الزّوائد، كتاب المناقب، باب فيما ورد من الفضل لأبی بكر وعمر رضی الله عنهما الخ، برقم: ١٤٣٨٥-٩- ٢٨

136۔ صحيح البخاری، كتاب فضائل الصّحابة، باب فضل أبی بكر بعد النّبی ﷺ برقم: ٣٦٥٥، ٢/ ٤٥١، وباب مناقب عثمان بن عفان رضی الله عنه، برقم: ٣٦٩٧، ٢/ ٤٦٣۔ أيضاً سُنَن التّرمذی، كتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان رضی الله عنه، برقم: ٣٧٠٧، ٤/ ٤٦٨۔ أيضاً سُنَن أبی داؤد، كتاب السّنة، باب التّفضيل، برقم: ٤٦٢٧، ٤٦٢٨، ٥/ ٢٠-٢١، شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اِسی حدیث کو "صحیح بخاری"، "سنن ابی داؤد" اور "ترمذی" کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث شریف آنحضرت

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابو بکر اور عمر کو آگے میں نے نہیں بڑھایا مگر اللہ تعالی نے آگے بڑھایا ہے"۔ (ابن النّجار)

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سہارے باہر تشریف لائے، اتنے میں حضرت ابو بکر، و عمر رضی اللہ عنہما آپ کے سامنے آئے، فرمایا "اے علی! کیا ان دونوں بزرگوں سے محبت رکھتے ہو؟ عرض کی کہ ہاں، اے اللہ کے رسول!، فرمایا "آپ کو اُن کی محبت جنّت میں داخل کرے گی"۔ (ابن عساکر [137]) [138]

۱۴۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "تھوڑی دیر پہلے میرے پاس جبریل امین آئے، میں نے کہا اے جبریل! مجھ سے عمر کے فضائل بیان کیجئے، انہوں نے جواب دیا کہ جب سے حضرت نوح علیہ السّلام کو اپنی قوم میں بھیجا گیا ہے اگر اُس وقت سے عمر کے فضائل بیان کروں تب بھی عمر کے فضائل ختم نہ ہوں اور دراصل عمر تو ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ (ابو یعلٰی) [139]

ﷺ کی تقریر کی خبر دیتی ہے۔(قُرّة العَیَنَین، مسلک سوم، ص۲۶)اور تقریر محدِّثین کے عرف میں وہ فعل یا قول ہے جو لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے رُوبرو کیا یا کہا ہو اور آنحضرت ﷺ نے اُس پر انکار نہ فرمایا ہو۔ (حاشیہ قُرّة العَیَنَین، مسلک سوم، ص۲۶)

137۔ تاریخ مدينة دمشق، أبوبكر الصّديق خليفة رسول الله ﷺ برقم: ۶۱۷۲، ۶۱۷۳، ۳۰/ ۱۴۱

138۔ جمع الجوامع، ۱/ ۲۷۱۵۹۔ أيضاً كنز العمال، ۷/ ۱۳/ ۸۔ أيضاً كشف الخفاء، ۲/ ۳۴۲

139۔ مُسنَد أبي يعلى، مُسنَد عمّار بن ياسر رضى الله عنه، برقم: ۱۶۰۴/ ۲، ص ۳۸۶

۱۵۔ حضرت ابو الدّرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر و عمر کے آگے چلتے دیکھا تو مجھے دیکھ کر فرمایا اے ابا الدّرداء! کیا اپنے سے بہتر شخص کے آگے چل رہے ہو؟ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ فرمایا کہ وہ ابو بکر اور عمر ہیں، انبیاء اور رُسُل کے بعد ابو بکر و عمر سے افضل کسی شخص پر نہ سورج طلوع ہوا ہے اور نہ غروب۔ (ابن عساکر [140])

۱۶۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میرے بعد ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنا، اِس لئے کہ یہ دونوں اللہ تعالی تک پہنچنے والی رسی ہیں، جس نے اِن دونوں کو تھاما اُس نے مضبوط رسی کو تھاما جو ٹوٹنے والی نہیں ہے"۔(الطّبرانی) [141]

۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ایک شخص جنّت میں داخل ہو گا تو جنّت کے محلّات و قصور میں سے ہر محل و قصر والا انہیں دعوت دے گا کہ آپ کو خوشخبری ہو، آپ کو خوشخبری ہو، آپ ہماری طرف آیئے"

140۔ تاريخ مدينة دمشق، أبوبكر الصّديق خليفة رسول الله ﷺ، برقم: ۶۳۰۸، ۳۰/ ۲۰۷-۲۰۸، وبرقم: ۶۳۰۹، ۳۰/ ۲۰۸، وبرقم: ۶۳۱۲، ۳۰/ ۲۰۹، وبرقم: ۶۳۱۴، و ۶۳۱۵، ۳/ ۲۰۹، ۲۱۰، وبرقم: ۶۳۱۶ عن أبى الدّرداء وبرقم: ۶۳۰۷، ۳۰/ ۲۰۷ عن جابر بن عبدالله بلفظ رأى رسول الله ﷺ أبا الدّرداء يعشى أمام أبى بكر فقال له: أَ تَمْشِيْ قُدَّامَ رَجُلٍ لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ عَلٰى أَحَدٍ مِنْكُمْ أَفْضَلَ مِنْهُ، فَمَا رُئِىَ أَبُوالدَّرْدَاءِ بَعْدَ ذٰلِكَ اِلاَّ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ۔ أيضاً فضائل الخلفاء والأربعة وغيرهم، برقم: ۹، ۱۰، ص۲۱۔ أيضاً مجمع الزّوائد، كتاب المناقب، باب جامع فى فضله برقم: ۱۴۳۱۴۔ ۹/ ۸

141۔ مجمع الزّوائد، كتاب المناقب باب فيما ورد من الفضل لأبى بكر وعمر الخ برقم: ۱۴۳۵۶، ۹/ ۲۱

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اس دن وہ شخص تو ہزار درجہ خوش نصیب ہو گا، ارشاد فرمایا "تم ہی وہ خوش نصیب ہو"۔ (ابن النّجار)[142]

۱۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ہر ایک نبی کے اصحاب میں سے کچھ اُس نے خاص ساتھی ہوتے ہیں 'میرے خاص ساتھی ابو بکر اور عمر ہیں"۔ (الطّبرانی[143])۔[144]

۱۹۔ بساط بن اسلم[145] سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ "میرے بعد تم پر کوئی بھی حکم نہیں چلائے گا"۔ (ابن سعد)[146]

۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابو بکر مجھ سے ہیں اور میں ابو بکر سے ہوں اور ابو بکر دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں"۔ (الدّیلمی)

---

[142]۔ الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان، اخباره ﷺ عن مناقب الصّحابة الخ، ذكر ترحيب أهل الجنّة الخ،برقم: ٦٨٢٨، ٦/ ٩/ ٧- أيضاً موارد الظمآن، كتاب المناقب، باب فضل أبى بكر الصديق رضى اللّٰه عنه، برقم: ٢١٧٢، ص٥٣٣- أيضاً المعجم الأوسط، للطبرانى، من اسمه أحمد، برقم: ٤٨١، ١/ ١٥٠، ومن اسمه احمد، برقم: ٦١٦٨، ٧/٤ ٣٣- أيضاً المعجم الكبير،للطبرانى، مجاهد عن ابن عباس، برقم: ١١١٦٦، ١١/ ٨٠

[143]۔ المعجم الكبير، للطّبرانى، باب من روى عن ابن مسعود، برقم: ١٠٠٠٨، ١٠/ ٧٧

[144]۔ مجمع الزوائد، كتاب المناقب، باب فيما ورد من الفضل لأبى بكر وعمر الخ، برقم: ١٤٣٥٠، ٩/ ١٩

[145]۔ صحیح بسطام بن اسلم ہے جیسا کہ "الصّواعق المحرقة" الباب الثالث، الفصل الثالث، الحديث الرابع بعد المائة، ص۸۰ میں ہے

[146]۔ الصّواعق المحرفة، الباب الثّالث، الفصل الثّالث، الحديث الرّابع بعد المائة، ص٨٠ وقال أخرجه ابن سعد عن بسطام بن أسلم

۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "ابو بکر اور عمر کی محبت ایمان اور اُن سے بغض کُفر ہے"۔ (ابن عساکر[147])

۲۲۔ حضرت انس اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابو بکر کی محبت اور اُن کا شکر میرے ہر اُمتی پر واجب ہے"۔ (ابن عساکر[148])

۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "چار اشخاص کی محبت کسی منافق کے دل میں جمع نہ ہو گی اور صرف مومن ہی اُن سے محبت کرے گا، ابو بکر، عمر، عثمان، علی"۔ (ابن عساکر)

۲۴۔ حجاج تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "جسے دیکھو کہ ابو بکر اور عمر کا بُرائی سے ذِکر کرتا ہے تو سمجھ لو کہ دراصل وہ اسلام کی بنیاد کو ڈھارہا ہے"۔ (ابن قانع)

۲۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "مجھے اُمید ہے کہ میری اُمّت میں جتنے لوگ ابو بکر اور عمر کی محبت کے سبب جنّت میں جائیں گے اُتنے "لاالہ الااللہ" کہنے کے سبب نہ جائیں گے"۔ (زوائد الزّهد لعبداللّٰہ بن أحمد)[149]

---

[147]۔ تاريخ مدينة دمشق، أبوبكر الصّديق خليفة رسول اللّٰه ﷺ، برقم: ٦١٧٨، ٣٠/ ١٤٣، ١٤٤، عن أنس بلفظه، وبرقم: ٦١٨٠، عن أنس بلفظ "حُبُّ أَبِي بَكرٍ وَعُمَرَ سُنَّةٌ و بُغْضُهُمَا كُفْرٌ"، وبرقم: ٦١٧٩، عن جابر بن عبداللّٰه ٣٠/ ١٤٤، بلفظ "حُبُّ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنَ الْإِيْمَانِ وَبُغْضُهُمَا مِنَ الْكُفْرِ"

[148]۔ تاريخ مدينة دمشق، أبوبكر الصّديق خليفة رسول اللّٰه ﷺ، برقم: ٦١٧٤، ٣٠/ ١٤١، عن أنس، برقم: ٦١٧٥، ٣٠/ ١٤١، عن أنس وسهل بن سعد

[149]۔ الصّواعق المحرقة، الباب الثّالث، الفصل الثّالث، الحديث المكمل للمائة، ص٨٠، وقال أخرجه عبداللّٰه بن أحمد فى "زوائد الزّهد"، عن أنس مرفوعاً

۲۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ زیادہ علیل تھے حضرت بلال انہیں نماز کی اطلاع دینے آئے، فرمایا کہ "ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں" میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ابو بکر نرم دل آدمی ہیں، جب آپ کی جگہ نماز پڑھانے کیلئے کھڑے ہوں گے تو اُن پر رِقت طاری ہو جائے گی اور لوگوں کو اُن کی آواز سنائی نہیں دے گی اِس لئے آپ اِس کام کے لئے عمر کو حکم فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ "ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں" میں نے حفصہ سے کہا کہ یہی بات آپ حضور ﷺ سے کہیں، انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ابو بکر نرم دل شخص ہیں جب آپ کی جگہ نماز پڑھانے کیلئے کھڑے ہوں گے تو اُن پر رِقت طاری ہو جائے گی اور لوگوں کو آپ کی آواز سنائی نہیں دے گی اِس لئے آپ اِس کام کیلئے عمر کو حکم فرمایئے، آپ نے ارشاد فرمایا "ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں" پھر حضرت ابو بکر کو یہ حکم دیا گیا جب حضرت ابو بکر نے نماز پڑھانا شروع کی تو نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک طبیعت میں بہتری محسوس فرمائی، اور پھر دو آدمیوں کے سہارے اس طرح مسجد میں تشریف لائے کہ زمین پر آپ کے قدمین شریفین کے نشان بن رہے تھے، یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوئے حضرت ابو بکر نے جب آپ ﷺ کا تشریف لانا محسوس کیا تو پیچھے ہٹنے کی کوشش کی، حضور نے اشارے سے حکم فرمایا کہ "بدستور اسی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائیں" پھر حضرت ابو بکر کی داہنی جانب بیٹھ کر نماز پڑھانا شروع فرمائی، اب صورتحال یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور ابو بکر بیٹھ کر آپ کی اقتداء فرما رہے تھے اور لوگ حضرت ابو بکر کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے۔ (رسالہ شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی، شمائل محمدیہ)

ائمہ اہل بیت کے اقوال کی روشنی میں حضرات شیخین کریمین کی فضیلت

۱۔ حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد اِس بات پر متفق ہے کہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں اچھی بات ہی کریں۔ (الدّار قطنی) [150]

۲۔ بسام صیرفی [151] سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر سے پوچھا کہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں اُنہیں دوست رکھتا ہوں، پھر تُو اُن کے حق میں استغفار کر، تُو میرے اہلبیت میں سے جسے بھی پائے گا اُن سے محبت رکھتا ہوا پائے گا۔ (الدّارقطنی) [152]

۳۔ امام جعفر امام باقر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جو حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت نہ پہچانے، بیشک وہ سنت سے جاہل ہے۔ (الدّارقطنی) [153]

۴۔ امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ (انہوں نے بیان کیا) ایک شخص میرے والد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، کہنے لگا مجھے ابو بکر کے بارے میں خبر دیجئے! آپ نے فرمایا کیا ابو بکر صدیق کے بارے میں؟ سائل نے کہا کہ کیا آپ بھی انہیں "صدیق" کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا تیری ماں تجھے گم

150۔ الصّواعق المحرّقة، الباب الثّانی، ص۵۲

151۔ بسام بن عبداللہ ابو الحسن، ابو عبداللہ صیرفی، کوفی اسلامی، صدوق تھے اُن سے امام نسائی نے احادیث کی تخریج فرمائی ہے، تہذیبُ الکمال، ۱/ ۱۴۸، تہذیبُ التہذیب، ۱/ ۹۶، و الکشف، ۱/ ۱۵۲، و الجرح والتّعدیل، ۲/ ۱۷۲۳

152۔ مختصر کتاب الموافقة، ما روی عن أبی جعفر محمد بن علیؓ ص۳۰۷-۳۰۸- أیضاً تاریخ الإسلام للذّهبی، ۳/ ۴۱۰

153۔ مختصر کتاب الموافقة، ماروی عن أبی جعفر محمد بن علیؓ، ص۳۰۷

کرے، رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں "صدیق" فرمایا، مہاجرین وانصار نے بھی اُنہیں "صدیق" قرار دیا ہے، پھر جو انہیں "صدیق" نہ کہے دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ اس کی بات کو سچا ثابت نہ فرمائے، اُٹھ جا حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ محبت رکھ۔ (الدّارقطنی) [154]

۵۔ سالم بن ابی الجعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند) حضرت محمد بن حنفیہ سے پوچھا کیا اسلام لانے والے پہلے شخص حضرت ابوبکر ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں! میں نے پوچھا پھر کس سبب سے انہیں اتنا بڑا مرتبہ اور سبقت حاصل ہے 'جو ہر شخص انہیں اَولیّت دے رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اِس لئے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا اور اسلام لانے میں سب سے آگے نکل گئے یہاں تک کہ اپنے رب سے جاملے۔ (الدّارقطنی) [155]

۶۔ نفس الذّکیہ بن عبد اللہ محض سے جب شیخین کریمین کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فرماتے کہ دونوں میرے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ (الدّارقطنی) [156]

۷۔ عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر باقر سے تلوار پر سونے کا دستہ چڑھانے کا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر سونے کا دستہ چڑھایا تھا۔ میں نے عرض کی کہ آپ بھی انہیں "صدیق" کہتے ہیں؟ تو آپ اُچھل کر کھڑے ہوگئے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے

154۔ الصّواعق المحرّقة، البَاب الثّانی، ص۵۲
155۔ الصّواعق المحرقة، الباب الثّانی، ص۵۳
156۔ الصّواعق المحرّقة، الباب الثّانی، ص۵۲

فرمایا ہاں! میں بھی اُنہیں "صدیق" کہتا ہوں، جو انہیں "صدیق" نہ کہے دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ اس کی بات کو سچی ثابت نہ کرے۔ (ابن الجوزی، الدّارقطنی) [157]

۸۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے جتنی اُمید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شفاعت کے بارے میں ہے اتنی ہی اُمید حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شفاعت کے بارے میں ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے دوبار جنا ہے۔ (الدّارقطنی) [158]

۹۔ سالم بن ابی حفص سے روایت ہے کہ ابوجعفر محمد بن علی اور جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے شیخین کریمین (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "اے سالم! اُن سے محبت رکھ اور اُن سے دشمنی کرنے سے بیزاری کا اظہار کر" بیشک وہ ہدایت کے امام تھے۔ (الدّارقطنی) [159]

۱۰۔ سالم سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوجعفر اور جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا' ارشاد فرمایا کہ اے اللہ! بیشک میں ابوبکر اور عمر کو دوست رکھتا ہوں اور اُن سے محبت رکھتا ہوں، اے اللہ! اگر اُن کا غیر اُن سے افضل ہے تو قیامت کے دن حضرت محمد ﷺ کی شفاعت مجھے نصیب نہ ہو۔ (الدّارقطنی) [160]

157۔ الصّواعق المحرقة، الباب الثّانی، ص۵۳، وقال أخرج الدّارقطنی أیضاً عن عروة، عن عبداللّٰه سألتُ أباجعفر الباقر عن حلیة السّیف وأیضاً قال: أخرجه ابن الجوزی فی "صفوة الصفوة" وزاد فوثب وثبةً واستقبل القبلةالخ
158۔ الصّواعق المحرقة، الباب الثّانی، ص۵۳
159۔ الصّواعق المحرّقة، الباب الثّانی، ص۵۳، و قال: أخرجه الدّار قطنی عن سالم بن أبی حفصة و هو شیعی، لکنه ثقة
160۔ الصّواعق المحرّقة، الباب الثّانی، ص۵۳

۱۱۔ حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے اپنی بیزاری ظاہر کرے، اللہ کی قسم! وہ دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ (دارقطنی) [161]

۱۲۔ حضرت ابو جعفر (امام باقر) اپنے والد حضرت (امام زین العابدین) علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے لوگوں کی ایک جماعت سے فرمایا جو حضرت ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں بحث کر رہی تھی 'کیا تم مہاجرین کی اُس جماعت سے ہو جنہیں اپنے گھروں اور مالوں سے اللہ تعالی کی راہ میں نکالا گیا صرف اِس لئے وہ اللہ تعالی کے فضل اور اُس کی رضامندی کے طالب تھے اور اللہ تعالی اور اُس کے رسول کی مدد کر رہے تھے جن کو قرآن مجید میں سچا قرار دیا گیا ہے؟[162] انہوں نے کہا نہیں! پھر آپ نے اُن سے پوچھا' کیا تم انصار کی اُس جماعت سے ہو جن کی شان اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے "وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا" [163] کہ انہوں نے ہجرت اور ایمان کے شہر مدینے میں آنے والے مہاجرین کو پناہ دی؟ اُن کے پاس جو

---

[161]۔ الصّواعق المحرّقة، الباب الثّانی، ص ۵۳۔ أیضاً مختصر کتاب الموافقة، ماروی عن أبی الحسین زید بن علی بن الحسین، ص ۳۱۴

[162]۔ حضرت زید بن علی یہ جلیل القدر امام تھے ۱۲۱ ھجری میں شہید کئے گئے جب برہنہ پھانسی پر لٹکائے گئے تو مکڑی نے آپ کی شرمگاہ پر جال بُن دیا یہاں تک کہ آپ کی شرمگاہ لوگوں سے محفوظ رہی اور مدت تک پھانسی پر لٹکے رہے، آپ نے خُروج کیا تھا کوفہ کے لوگوں نے آپ کی بیعت کی تھی اور آپ کی بارگاہ میں بہت سارے شیعہ آئے، کہنے لگے شیخین کریمین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) سے بیزار کا اظہار کیجئے تو ہم آپ کی بیعت کریں، تو آپ نے انکار کر دیا، کہنے لگے ہم آپ کی فضیلت کو جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا جاؤ تم "رافضہ" ہو' (تو اُس وقت سے اُن پر "رافضہ" کا نام پڑ گیا۔

[163]۔ الحشر: ۹/۵۹

ہجرت کر کے آتے ہیں اور مہاجرین کو جو مال متاع دیا جاتا ہے اُس کے بارے میں اپنے سینوں میں کوئی تنگی نہیں پاتے اگرچہ خود حاجتمند ہوتے ہیں مگر دوسروں کو خود پر ترجیح اور فوقیت دیتے ہیں اور اُن کی شان بیان کی گئی ہے تو جو شخص نفس کے بُخل سے بچایا گیا بیشک وہی کامیابی حاصل کرنے والا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں' آپ نے فرمایا' پھر بیشک تم اپنے قول کے مطابق بیان کردہ دونوں جماعتوں (یعنی مہاجرین وانصار) میں سے نہیں ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اُن حضرات میں سے بھی نہیں ہو کہ جن کے بارے میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: "رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ" [164] ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔ (الدّارقطنی) [165]

۱۳۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ کو معلوم ہوا کہ فلاں آدمی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بیزاری ظاہر کرتا ہے تو امام موصوف نے فرمایا' اللہ تعالی اُس فلاں سے بیزار ہے، بیشک مجھے اللہ تعالی سے اُمید ہے کہ مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قرابت فائدہ دے گی۔ (الدّارقطنی)

۱۴۔ کثیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ عنہم سے عرض کیا کہ کیا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے آپ کے کسی حق کے بارے میں آپ پر ظلم کیا ہے؟ آپ نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی: "تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ

---

[164]۔ الحشر: ۱۰/۵۹

[165]۔ مختصر کتاب الموافقة، ماروی عن الحسن فی ذکر أئمة الخ، ص ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۳۔ أیضاً الصّواعق المحرّقة، الباب الثّانی، ص ۵۴، ۵۵

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْراً" [166] ترجمہ: "بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو ڈرسنانے والا ہو"۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم! انہوں نے ہمارے حق کے بارے میں رائی کے برابر بھی ظلم نہیں کیا ہے، میں نے عرض کی 'کیا پھر میں انہیں دوست رکھوں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے، فرمایا' ہاں! اے کثیر! دنیا وآخرت میں اُنہیں دوست رکھ۔ (الدّارقطنی) [167]

۱۵۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو حضرت ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا، جس پر انہوں نے آپ کے حق میں رحم کی دعا فرمائی، امام ابو حنیفہ نے کہا' عراق میں کہتے ہیں کہ آپ دونوں (یعنی حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما) سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں؟ امام باقر نے فرمایا' اللہ کی پناہ، ربِّ کعبہ کی قسم! لوگ جھوٹ بولتے ہیں، پھر آپ کو بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیسے اپنی بیٹی امّ کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دی [168]، اگر وہ اس لائق نہ ہوتے تو ہر گز اُن کے

166۔ الفرقان: ۱/۲۵

167۔ الصّواعق المحرّقة، الباب الثّانی، ص۵۴، و قال: أخرجه الدّار قطنی و الحافظ عمر بن شبّة عن کثیر

168۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت اُمّ کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہما کا رشتہ مانگا تو آپ نے فرمایا وہ چھوٹی ہے، اگر آپ زندہ رہے تو وہ بڑی ہو جائے گی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے میرے ساتھ دو اور امیر (وارث) بھی ہیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جواب کا انتظار فرمانے لگے، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حسن اور حسین کو بلاؤ، اور وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا حضرت عمر نے تمہاری بہن کا رشتہ مانگا ہے اور میں نے انہیں کہا ہے کہ اس کے دو بھائی بھی ہیں اور میں اُن کے مشورے کے بغیر اس کی شادی کرنا اچھا نہیں سمجھتا، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ تو خاموش رہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کلام کیا، پس آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر عرض کی، ابا جان! رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں آپ حضرت عمر کے بعد اور کس کا ارادہ کریں گے، رسول اللہ ﷺ کا وصال باکمال اس حال

نکاح میں اپنی بیٹی نہ دیتے۔ (الدّارقطنی) [169]

۱۶۔ امام باقر رضی اللہ عنہ سے شیخَین کریمین (یعنی حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا' میں دونوں کو دوست رکھتا ہوں، سائل نے پوچھا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شیخَین کریمین (حضرت ابو بکر وعمر) کے حق میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ "تقیہ" یعنی اُن کے خوف کی وجہ سے آپ نے ارشاد فرمائی ہیں، امام باقر نے فرمایا کہ خوف تو اُن کا ہوتا ہے جو (حیاتِ ظاہر کے ساتھ) زندہ ہوں اور جو زندہ نہ ہو یعنی دنیا سے وصال کر گئے ہوں اُن سے خوف نہیں کیا جاتا (یعنی حضرت علی

میں ہوا کہ آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راضی تھے، پھر آپ خلافت کے والی ہوئے اور اُس میں عدل کیا۔ یہ جواب سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹا! آپ نے سچ کہا، لیکن میں نے اسے ناپسند جانا تھا کہ میں تمہاری بہن کی شادی کے معاملے کو تم سے الگ رکھوں، امّ کلثوم کو بلاؤ، اور آپ کو بلایا گیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بیٹی! میں حضرت عمر کے پاس تھا انہوں نے مجھ سے کچھ مانگا تھا، لہٰذا تو اُن کی طرف جا اور جاکر سلام پیش کرنا اور کہنا کہ مجھے میرے والد نے بھیجا ہے اور سلام کہلایا ہے اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حاجت پوری کر دی ہے۔ پھر جب حضرت اُمّ کلثوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہو کر آئیں اور معاملہ سمجھ گئیں اور اس پر کچھ اعتراض کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بیٹی! وہ (یعنی حضرت عمر) تیرے زیادہ حقدار ہیں، تو انہوں نے کہا: ابا جان! کیا میرے معاملے میں مجھ سے مشورہ نہیں کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا، کیوں نہیں، اگر تو بڑی ہوتی تو میں ضرور تجھ سے مشورہ کرتا لیکن (تو چھوٹی ہے اس لئے) اب یہ معاملہ میرے ہاتھ میں ہے۔ اور مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت امّ کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے چالیس ہزار درہم مہر کے عوض نکاح فرمایا اور مروی ہے کہ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام زید رکھا گیا۔ (مختصر کتاب الموافقة بین أهل البیت و الصّحابة، تزویج علیّ أمّ کلثوم ابنته من عمر، ص۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱)
اور امام ذہبی نے "تاریخ اسلام" (۲/ ۱۰۸) میں بیٹے کے ساتھ ایک بیٹی رقیہ کا بھی ذکر کیا ہے۔

169۔ یاد رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت اُمّ کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کا مقصد صرف رسول اللہ ﷺ سے رشتہ قائم کرنا تھا ورنہ آپ کو عورتوں کی کمی نہ تھی جس سے چاہتے شادی کر سکتے تھے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُن کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا: "ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور نسب کے"۔ پس میں چاہتا ہوں کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین سبب ہو۔ (مختصر کتاب الموافقه، ترویج علیّ أم کلثوم ابنته من عمر، ص۱۶۷)

رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات کے آخری زمانے میں شیخین کریمین کی یہ فضیلت بیان فرمائی جب وہ دونوں اِس دنیا سے تشریف لے جاچکے تھے) پھر بیشک اللہ تعالی نے ہشام بن عبد الملک کا ایسا ہی حال کیا۔ (الدار قطنی) [170]

فائدہ:

کسی بھی انصاف پسند مسلمان سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو احادیث ثابت ہیں، اُن سے آپ کی مطلق فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ روایات بے شمار ہیں، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جو فضائل حضرت علی رضی اللہ کے ثابت ہیں وہ کسی اور کے ثابت نہیں، امام نسائی فرماتے ہیں کسی صحابی کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ عمدہ اسناد سے اتنی روایات ثابت نہیں ہیں مگر جو روایات اوپر شیخین کریمین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی فضیلت کے بارے میں بیان کی گئی ہیں، اُن کے بعد خواہش غلام اور ہدایت سے منہ پھیرنے والا شخص ہی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا انکار کرے گا اور یہ تعبّدی اَمر ہے یعنی اللہ تعالی کا یہی حکم ہے اور جس کی طرف کشفِ جلی کے امام شاہ ولی اللہ (محدّث) دہلوی قدس اللہ سرہُ نے "فیوض الحرمین" [171] میں اشارہ کیا ہے 'فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اُن تین باتوں کے بارے میں پوچھا۔ ایک یہ ہے کہ آدمی دنیاوی اسباب کو چھوڑ کر قناعت کر کے بیٹھ جائے۔ دوسری یہ کہ اُمّت کو چار مذاہب کا پابند کیوں کیا گیا؟ تیسری یہ کہ میری انتہائی رغبت اِس طرف تھی کہ حضرت علی بن ابی طالب

170- مختصر كتاب الموافقة، ماروی عن أبی جعفر محمد بن علی، ص٣٠٦، عن كثير النّواء

171- فیوض الحرمین، مشاہد اُخری (٣٣)، مشاہد اُخری، تفضیل شیخین کا حکم، ص١٨٥،١٨٦،١٨٧، مطبوعہ: محمد سعید اینڈ سنز، قرآن منزل، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ اس میں تفصیل ہے کہ جس کا خلاصہ مؤلّف علیہ الرحمہ نے یہاں ذکر کیا ہے۔

رضی اللہ عنہ کو شیخین کریمین پر فضیلت حاصل ہے جس پر مجھے حکم ہوا یہ تعبّدی یعنی اللہ تعالی کا امر ہے جو کسی کی خواہش کا پابند نہیں ہے۔ [172]

پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا ایک سبب یہ ہے کہ حضرات شیخین کے ذریعے نبوت کے نظام کو استحکام اور قوام عطا ہوا جیسا کہ اس کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہُ فرماتے ہیں کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حضرات شیخین کو فضیلت کس سبب سے حاصل ہے؟ حالانکہ اِس اُمت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے صوفی، مجذوب اور عارف باللہ ہیں یہ کمالات آپ کی شخصیت کے علاوہ کسی دوسرے میں نظر نہیں آتے الّا ماشاء اللہ، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بچپن سے رسول اللہ ﷺ کی نگرانی میں تربیت حاصل فرمائی ہے میں نے یہ مسئلہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا، مجھ پر یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ مکمل فضل کا سرچشمہ نبی کریم ﷺ کی ذات ہے کیونکہ آپ نے نبوت کے مرتبے کو کمال کے درجے تک پہنچایا ہے جن میں سے کچھ کمالات یہ ہیں کہ علم کی اشاعت، لوگوں کو دین کا تابعدار کرنا، اور اس سے مناسبت رکھنے والے کام، باقی رہی ولایت کی فضیلت مثلاً مجذوبیت، فنافی اللہ ہونا تو یہ جزوی فضیلتیں ہیں 'جبکہ حضرات شیخین پہلے مرتبے میں ہیں یعنی اَمرِ نبوّت کی تکمیل کرنے والے، یہاں تک کہ میں انہیں پانی کے اُس فوارے کی مثل جانتا ہوں جو کسی چشمے سے چھوٹ رہا ہو، اس لئے اللہ تعالی کی عنایت براہ راست نبی کریم

172- شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ میں نے روحانی طریقہ سے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ حضرات شیخین کو حضرت علی پر فضیلت کیوں حاصل ہے حالانکہ حضرت علی نسبی لحاظ سے اشرف اور حکمی لحاظ سے اقضٰی اور قلبی طور پر بہادر اور تمام صوفیہ اُن سے نسبت رکھتے ہیں تو آنحضرت ﷺ کی طرف سے میرے دل کو فیض ہوا کہ اِس میں آپ کے واسطے دو وجہیں ہیں، ایک ظاہر اور ایک باطن۔ ظاہر تو یہ ہے کہ حضرات شیخین نے لوگوں میں عدل وانصاف قائم رکھا اور ہمیں شرعی احکام کا نفاذ کرتے رہے اور تالیف وارشاد قائم رکھتے گئے دو خلیفہ آپ کے لئے بمنزلہ جوارح کے ہیں اس امر میں باطنی طور پر وہ فناوبقا کی منازل تک پہنچنے والے تھے اور جس قدر علوم مروجہ ہیں اُن کے وہ سرچشمہ ہیں۔ (الدُّرّ الثّمین، الحديث الثّامن، ص٣١-٣٢)

صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور حضرات شیخین کو یہی منصب حضور کے واسطے سے نصیب ہوا، اس لئے وہ "عین" کے مقابلے میں "عرض" کی حیثیت رکھتے ہیں اور عرض جوہر یعنی اصل کے سواء قائم اور کامل نہیں ہوتا۔

اِس کتاب کو یہیں ختم کیاجاتاہے 'عقلمند حضرات کے لئے اتنا ہی کافی ہے، اللہ تعالی کی رحمت کا اُمیدوار، اُس کے در کا فقیر موٴلّف عبد الواحد عرض کرتا ہے کہ جامع، کامل اور شریعت کی روشن نُصوص پر مشتمل اِس رسالے کی تحریر سے فراغت ہفتے کے دن محرم کی ۲۳ تاریخ ۱۱۹۸ھ میں نصیب ہوئی جس میں شیعوں کے اوہام کی تردید ہے' سینوں کے راز، نیتوں اور پوشیدگیوں کا علم رکھنے والی ذات پاک کی توفیق سے اِس رسالے میں یہ روایات جمع کی ہیں جو مختلف کُتُب اور مسانید میں منتشر ہیں جیسے کسی ہار کے موتی مختلف جگھوں پر پھیلے ہوئے ہوں، اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

اپنے رب کی رحمت کا اُمیدوار اور اُس کے در کا محتاج احقر العباد محمد عطاء اللہ نعیمی بن محمد شریف نقشبندی مجدّدی غفر اللہ لھما عرض کرتا ہے کہ اس کے ترجمے سے فراغت اتوار کے دن ۲۰ جمادی الاُولی ۱۴۳۲ھ میں نصیب ہوئی۔ [173]

173۔ جہاں تک تخریج وحواشی کا تعلق ہے تو یہ کام ترجمہ کے بعد سے لے کر اس کی اشاعت تک تھوڑا تھوڑا ہوتا رہا، جیسے جیسے فرصت ملی اس پر کام کیا، بعض تلامذہ جیسے مولانا بلال رضا معروف قادری اور مولانا۔۔۔۔۔۔ کی معاونت بھی حاصل رہی مگر کامل مخطوطے کا دستیاب نہ ہونا اور کتب کا نہ ملنا اور صحیح وقت نہ دے پانا سبب بنانا اس کی عدم تکمیل کا اگر خدا بزرگ وبرتر نے چاہا تو آئندہ اشاعت میں اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کروں گا، اور اب اراکین ادارہ اور قارئین کرام کے اصرار پر اس طرح شائع کیا جارہا ہے۔

یا اللہ
یا رسول اللہ
مقامِ خلیفۃ المسلمین، یارِ غارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،
افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خصوصی خطاب
مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی صاحب مدظلہ العالی
بروز پیر مورخہ 7 مئی 2012ء
بعد نمازِ عشاء فوراً (9:00 بجے)
بمقام نور مسجد کاغذی بازار کراچی
منجانب
جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان
انٹرنیٹ کے صارفین مندرجہ ذیل ویب سائٹ ایڈریس پر براہِ راست سماعت فرمائیں
www.ishaateislam.net